وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ بتا دیتا ہے

سلسلۂ تبلیغ اعجازی کا

چھٹا رسالہ

نجم الہدایۃ

دنیا کے دس مذاہب مشہورہ کے عقائد کا مقابلہ

مصنفہ

الحاج محمد اعجاز حسن بدایونی مدرس مدرسۃ الواعظین لکھنو

۹ ربیع الاول روز پنجشنبہ ۱۳۴۸ھ

باہتمام سید محمد رضی مینجر

سرفراز قومی پریس لکھنو میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و شکر اس خدائے حی و قیوم کے لیے زیبا ہی جس نے سارے عالم کو پیدا کر کے اپنی وحدانیت کا جلوہ دکھایا ہے۔ اُسی نے دنیا کا نظم درست کرنے کے لیے انبیاء خلق فرمائے اور اُن کے لیے نوابین و خلفاء معین فرمائے اور متعدد کتابین اور قرآن مجید نازل کر کے ہم کو غلط کاریون سے بچنے کا رستہ بتایا ہی،

اُسی نے سب نبیون کے بعد اول خلقت افضل مخلوق نبی کو خلعت رحمت اور تاج رسالت پہنا کے سارے عالم پر اپنی حجت بنایا ہے، ہزارون درود لاکھون سلام اُن جناب پر اور آپ کی عترت معصومہ پر جن سے ہدایت کے دریا جاری ہوئے جو ہمیشہ دین نبی کے پیرو اور محافظ رہے، اُن ہی حضرات نے حق تبلیغ کو خوب ادا فرمایا ہے،

امّا بعد خادم الملت الشیخ محمد اعجاز حسن بدایونی مدرس مدرسۃ الواعظین عرض کرتا ہی کہ مدت سے میرے دل مین یہ آرزو تھی کہ مین اردو زبان مین ایک رسالہ لکھون جسمین مشہور مذاہب کے ہونے

اور مذہب اثنا عشری کے عقائد ضرور یہ دکھائے جائین تاکہ نجات کا طالب بے کھٹکے منزل مقصود تک پہونچ سکے۔ اور راہ مین بھٹکنے سے محفوظ رہے،

الحمد للہ کہ ماہ شعبان ۱۳۴۷ھ مین اس رسالہ کا مسودہ تیار ہوگیا۔ مین نے اپنے پدر روحانی عالم ربانی استاذ محترم فقیہ محتشم صدر شریعت حضرت مولانا نجم الملة دام ظلہ العالی کے اسم گرامی سے مشتق کرکے اس رسالہ کا نام نجم الہدایتہ رکھا ہے،

مُربّی روحانی کے حقوق ادا کرنا ہر تلمیذ رشید کا فریضہ ہے مین نے اس فریضہ کے ادا کرنے کے لیے متعدد طریقے اختیار کیے ہین اُن مین سے ادنیٰ ذریعہ یہ ہے کہ نام استاد روشن رکھتا ہون اور تذکرہ آن جناب سے اپنی مصنفات کو بابرکت بناتا ہون،

گو مین نے اپنی سوانح عمری مین اپنے کل اساتذہ کا تذکرہ کیا ہی لیکن جس بزرگوار کے ذریعہ سے میری تحصیل علم ختم ہوئی اور رباب تعلم بند ہوا۔ مسند تعلیم نصیب ہوئی۔ اُس کے احسان کا دامن بہت وسیع ہی۔ اسی وجہ سے آپ کا تذکرہ میری چند کتابون مین درج ہوا ہی،

گو اعلیٰ حضرت کے صدہا تلامذہ مثل ہر دو ارید دامن عالم مین ضیا بار ہین جن کی چمک دمک صاحبان بصیرت کے لیے نور افروز اور چشم حساد کو خیرہ کرنی والی ہے مگر اپنی مؤلفات مین تذکرہ

ممدوح سے برکت حاصل کرنے والا شاید یہی خادم ہی،

اگرچہ یہ تا طور بوستان شریعۃ اپنے نہالان چمن ریاضت کے بارآور ہونے سے باغ باغ ہین لیکن جو مراحم بزرگانہ مجھ ایسے ناچیز کفش بردار سے وابستہ ہین وہ میرے لیے طرۂ امتیاز و سرفرازی ہین - گو مجھ ایسے قلیل البضاعۃ کا آپ کی طرف انتساب آپ کی جلالت شان کے منافی ہی لیکن میرے لیے موجب سربلندی ہی،

الغرض جب اس رسالہ کا سودہ تیار ہو چکا تو اشاعت کی فکر ہوئی درگاہ بے نیاز مین مدعا عرض کیا گیا قربان اُس کی رحمت کے فوراً در قبولیت کھُل گیا کہ ماہ رمضان مین وقف مظفرپور سے طلبی ہوئی پس میرے عنایت فرما جناب سید احمد نواب صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر دام اقبالہ نے میرے اس ہدیہ کو قبول کر کے اشاعت کا ذمہ لے لیا - آپ مظفرپور مین بلحاظ سیادت و شرافت و امارت ایک سربلند خاندان کے ممتاز فرد ہین - آپ کے جدامجد امیر محتشم رئیس اعظم عالیجناب نواب سید محمد تقی خان صاحب بہادر اعلی اللہ مقامہ تھے جن کے صفات حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ - جود و سخا - زہد و ورع کا سکہ بہار و بنگال وغیرہ مین جاری ہی - غربا پروری - ایتام نوازی صلۂ رحم - اکرام مساکین - اعانت مسافرین اور آپ کا تدین شہرۂ آفاق ہے - ترویج مذہب حق - اعلاے کلمۃ اللہ - نشر فضائل آل اللہ - دینی تعلیم کی طرف انہماک - اقامۃ جمعہ و جماعت کی جانب آپکی پوری توجہ

اس سے ظاہر ہوتی ہر کہ آپ نے وسیع پیمانہ کی ایک جائداد امور
مذکورہ کی انجام دہی کے لیے خدا کی خوشنودی کے واسطے
وقف عام فرمائی ہر اس وقف عظیم الشان سے بندگان خدا اور مذہب
اثنا عشری کو جو فوائد جلیلہ حاصل ہوئے اُن کا احصار میرے امکان سے
خارج ہی، اللھم اغفر لہ،

خدائے منان جزائے خیر عطا فرمائے اُن متولیان وقف کو جنھون نے
محاسبۂ روز جزا اور خدائے قہار کے مواخذۂ موبقہ کا یقین
رکھتے ہوئے آمدنی وقف کو منشار واقف اور تصریحات وقف نامہ کے
مطابق صرف کیا۔ تغلب ناجائز۔ تصرف باطل۔ خیانت مجرمانہ کا بدنما
دھبہ اپنی پیشانیون پر نہین لگایا۔

درحقیقت شرعاً متولی وہی ہے جو متقی پرہیزگار ہو وقف کے
متعلق کوئی عمل اس کا قرارداد واقف کے خلاف نہ ہو۔ چند سال سے وقف
مذکور کی عنان تولیت جناب ڈپٹی صاحب موصوف الصدر کے قبضہ
مین ہے،

مین دعا کرتا ہون کہ جناب ممدوح اپنے عہدۂ تولیت کو اس خوبی سے
ادا فرمائین گے کہ اپنے جد امجد حضرت واقف مرحوم و مغفور کے نقش قدم
پر چلنے والے اور صحیح قائم مقام اور خلف صالح ثابت ہون گے،

متولی ممدوح کے والد ماجد میرے بزرگ و محترم عالیجناب السید
علی تواب صاحب بہادر خلق مجسم ہین۔ سفر حج بیت اللہ مین آپ سے

مجھے شرف ملاقات حاصل ہوا آپ نے میری معیت مین ارکان حج اسلام ادا فرمائے خدائے عزوجل آپ کے فریضہ کو درجۂ قبولیت بخشے مین آپ کی تہذیب و متانت۔ خلق و تواضع سے جو لازمۂ انسانیت اور نشان شرافت و نجابت ہی بہت خوش ہوا خداوند عالم بجاہ طٰہٰ و آل یٰسٓ آپ کو بھی خوش رکھے،

الغرض میرا یہ رسالہ مومنین کی خدمت مین حاضر ہوتا ہی۔ مین اُمید کرتا ہون کہ جس برادر مومن کو یہ رسالہ ملے وہ اس کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ کر کے فقیر باب اہلبیت رسالت کو دعائے خیر مین یاد فرمائے کہ خادم کو پچاسوان سال شروع ہو گیا قوائے جسمانی مین اضمحلال اور بینائی مین ضعف نمایان ہو گیا ہی لیکن خدمت مذہب کی حسرت بہت کچھ باقی ہی،

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ تحصیل علم سے فراغت پانے کے بعد تصنیف و تالیف کی طرف میرا دل متوجہ ہوا الحمد کی مدد سے فنون مختلفہ مین متعدد رسالے اس وقت تک میرے قلم سے نکل چکے ہین۔ لیکن مجھے افسوس ہی کہ مین دین حق کی نصرت و خدمت کما حقہ انجام نہ دیسکا۔

مین خدا کا شکر ادا کرتا ہون کہ اُس نے میری زندگی مین میرے بکثرت رسالون کی اشاعت کے اسباب مہیا فرمائے۔ خدا ان برادران ایمانی کو جزائے خیر عطا کرے جنھون نے میری کتابونکی طباعت سے دین حق کی مدد فرمائی ہی۔

مومنین کے باہم خدا نے رشتۂ اخوت قرار دیا ہی جسکا اقتضا تعاون ہے

انسانی تمدن اسی تعاون پر موقوف ہی لہذا مین نے زبان وقلم سے دینی
خدمت انجام دیکر مذہب حق سے دشمنون کے ناروا حملے دور کرکے اپنے
برادران ایمانی کا حق ادا کیا اور آئندہ بھی تا امکان کمر بستہ رہونگا - اور
بعض مومنین بھی میرے رسالون کو چھپوا کر میرے حق سے سبکدوش ہو گئے
میرے برادران ملت اور احباب باصفا مین شمس العلما مناظر لاثانی
مفسر کلام ربانی جناب مولنا السید علی الحائری زاد مجدہ وفیوضہ خاص
طور سے قابل تشکر ہین کہ آپ نے میری کتاب تنبیہ الناصبین کو چھپوا کے
میرا حق برادری ادا فرمایا ہے اور تنبیہ الحائرین کا جواب دیکر مین نے
آپ کا حق اخوت ادا کیا ہی،
تنبیہ الحائرین کیا چیز ہی - یہ ایک رسالہ ہے جسکو فلسفی زبان منطقی
دوران جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب لکھنوی مدیر رسالہ النجم نے
تحدی کنان حضرت علامہ حائری ممدوح دام بقاہ کے موعظہ تحریف
قرآن کے جواب مین شائع فرمایا تھا مدیر موصوف نے اپنے خیال و
منصوبہ پر بنا کرکے تمام علمائے شیعہ کے مقابلہ مین چند بار پر زور تحدی
فرمائی ہے کہ سارا فرقہ شیعہ ملکر متحدہ قوت سے بھی رسالہ تنبیہ الحائرین کا
جواب نہین دے سکتا ہی،
مدیر موصوف نے میرے مختصر مضمون تحریف قرآن مندرجہ اخبار
درنجف سیالکوٹ کے جواب مین ایک رسالہ شتہر فرمایا تھا جسکے ہر ایک
جملہ کا جواب مینے حامل المتن درنجف مین شائع کرکے خاتمہ پر اپنے معاصر

ومخاطب مذکور کو چند طریقوں سے اطلاع بھی دیدی تھی مگر آپ نے
حسب عادت مستمرہ میرے جواب سے چشم پوشی یا تجاہل عارفانہ کا ارتکاب
کرکے میرے مقابلہ مین تحدی فرمائی۔ اور مسکین کاکوروی کے نام سے
اپنا وہی رسالہ جس کا مین زلزلہ افگن جواب دیچکا تھا دوبارہ چھپوا کر
جونپور مین خاص طور سے تقسیم کیا۔ اس کام کے لیے جونپور کی خصوصیت
اس لیے مدنظر ہوئی کہ یہان سے براہین الاعجازیہ اور دلائل قاہرہ نے
فتنہ نواصب کا جو کئی سال سے برپا تھا استیصال کردیا ہی۔ غرض جب
مین نے مدیر النجم صاحب کی یہ کمزور تدبیر ادھر علمائے شیعہ خصوصاً
جناب شمس العلماء علامۂ حائری صاحب زاد مجدہ کی رسالہ تنبیہ الحائرین
کے جواب سے بے اعتنائی اور پھر مدیر النجم صاحب کی بدزبانی اور
دریدہ دہنی کے ساتھ پُرزور تحدی اور فرقہ نواصب کی بیہودہ گوئی
مین طغیانی و تعدی دیکھی تو مین نے اللہ کا نام لیکر اسی کی ذات یگانہ
پر بھروسا کرکے صرف اسی سے طالب امداد ہوکر اسی کی عطا کی ہوئی
نواصب کش طاقت سے بلاشرکت غیرے پوری قوت سے مسکین
کاکوروی کی طرف شکوری نامزد رسالہ کے بھی پرخچے اڑائے اور رسالہ
تنبیہ الحائرین کے بھی سوزن تحقیق سے بخیئے ادھیڑ کے شکوری پرزور
تحدی کا ہمیشہ کے لیے استیصال کردیا ہی،

تنبیہ الحائرین کے جواب یعنی تنبیہ الناصبین کے محققانہ عنوان اور
دلائل کی قوت اور جوابات کی طاقت کو ناظرین باعقل وانصاف ملاحظہ کرکے

فیصلہ دینگے کہ حق کے مقابلہ مین باطل کی تحدی ایک خیال محال وزعم باطل تھا،

تنبیہ الحائرین کے مین نے تین حصے کئے ہین۔ پہلا حصہ اس کا دیباچہ ہی جبکا ترکی بہ ترکی اور شکوری لہجہ مستانہ مین جواب دیا جائیگا۔ اس جواب سے ہماری غرض نہ کسی کی اہانت ہوگی اور نہ دل آزاری بلکہ حملہ دشمن کا ازالہ کیا جائیگا جو نہایت ناپاک طریقہ سے ہمارے مذہب پر ہوا ہی،

اور دوسرے حصہ کا جواب تنبیہ الناصبین ہی جس مین ناقابل انکار دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہی کہ شکوری مذہب سے قرآن مجید مین یقیناً تحریف ہوئی ہے،

تیسرے حصہ مین یہ دکھایا جائیگا کہ مذہب اثنا عشری ہرگز قرآن مین تحریف کا قائل اور معتقد نہین ہی۔ مذہب شیعہ مین کوئی ایک حدیث متواتر کسی معصوم کی موجود نہین ہی جو تحریف قرآن کی مثبت ہو۔ جو کوئی شیعہ تحریف قرآن کا قائل ہی تو یہ اس کی ذاتی رائے متصور ہوگی۔ اس قول کو مذہب شیعہ سے کوئی تعلق نہین ہی،

کہان ہین غلامان حیدر کرار غیر فرار روحی لہ الفداء جو عرصہ دراز سے منتظر تھے کہ تنبیہ الحائرین کا جواب کون دیگا اور کب شایع ہوگا کہان ہین غیرت دار محبان عترت النبی جن کے دلون مین نواصب کے طعنون سے گہرے زخم لگے ہوئے تھے اور وہ مرہم شفا کے طالب تھے۔ کہان ہین میدان مناظرہ کے جوان مرد سپاہی جو دشمن کو

شکست دینے کے لیے قدرتی میگزین اور قلعہ فگن توپون کے جویان تھے - کہان ہین نواصب جو تنبیہ الحائرین کو مذہب شیعہ کے لیے زہر ہلاہل سمجھتے تھے - کہان ہین مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم جو تنبیہ الحائرین کے مقابلہ مین علماء شیعہ کی مصلحت آمیز خاموشی کو عاجزی پر محول کرتے تھے - لیجیے یہ کتاب حاضر ہی جو زخم دل مومن کے لیے مرہم شفا - نواصب کے لیے قہر خدا - گمراہون کیلیے ہادی - طالب نصرت کے لیے غیبی مددگار - مناظر کے لیے حربۂ دشمن کش - مدیر النجم کے لیے لجام خاموشی ہی جو لاہور موچی دروازہ مین شیخ غلام علی صاحب کربلائی المنیجر خواجہ بک ایجنسی سے بقیمت مل سکتی ہی

الغرض مین اپنے مہربان خدا کی رحمت پر اعتماد کرکے اپنا مقصود شروع کرتا ہون - وہی میرا معین و مددگار اور سارے عالم کا پروردگار ہے

مذہب

اس مین شک نہین کہ آجکل دنیا مین جتنے مذاہب موجود ہین ان مین سے ہر ایک مذہب کے لیے چند اصول و فروع ہین اور کچھ عقائد ہین کہ ان ہی چیزون کی وجہ سے مذاہب کے باہم امتیاز و تفرقہ ہوتا ہی

سچا مذہب

یہ بھی ظاہر ہے کہ ان مین سے ہر ایک مذہب کو اُسکے پیرو خدا کی طرف منسوب کرتے ہین اور نجات کا ذریعہ سمجھتے ہین مگر عقل سلیم یہ کہتی ہے کہ سچا مذہب اور دین الٰہی وہ ہے جسکی تعلیمات خوبی و متانت مین عقل فطری و صافی کے مطابق ہون -

اُس کے اصول موضوعہ بداہت نظریہ سے مؤید ہون۔ جن کتابون کے الہامی ہونے کا دعوی کیا جاتا ہے اُن کا ملہم ہونا خود انھی کتابون سے ظاہر ہو۔ الہام کتاب انسانی زبان مین ہو جس شخص پر کتاب ملہم بنائی جاتی ہے وہ اس کتاب کے سمجھنے سے قاصر نہ ہو،

مبلغ کا فریضہ یہ ہے کہ اپنے مذہبی اصول کی صداقت وحقانیت دلائل قاطعہ سے ثابت اور دوسرے مذہب کے اصول کو براہین عقلیہ یا انکے مسلمات سے باطل کر دے،

روایات ضعیفہ سے کسی معلم کی ذاتیات پر قدح وارد کرنا میرے نزدیک فائدہ رسان اور نتیجہ خیز بات نہین ہے۔ ہان جو روایات کسی مذہب مین تسلیم ہو چکے ہون تو ان سے کام لینا ممنوع نہین ہے بشرطیکہ اسی نوعیت کی روایات مبلغ کی مذہبی کتابون مین مندرج نہ ہون،

ہندوستان کے **مشہور مذاہب** بکثرت ہین لیکن ان مین سے فقط دس مذہبون کے مختصر نمونے اس رسالہ مین درج کیے جاتے ہین۔

وہ دس مذاہب یہ ہین۔ آفتاب پرستی۔ بودھ مت۔ جین مت۔ سناتن دھرم۔ سکھ مت۔ آریہ سماجی۔ یہودیت۔ نصرانیت۔ تسنن۔ تشیع

آفتاب پرستی طوفان حضرت نوح کے بعد شاہ گشتاسپ کے زمانہ تک ایران مین بہت سے مذہب پیدا ہو کر فنا ہو گئے۔ شاہ موصوف کے عہد طفلی مین اہرمن (شیطان) پرستی کا بڑا زور تھا۔ جب شاہ مذکور

تخت نشین ہوا اور حکیم زردشت توحید کی تبلیغ کرنے لگا۔ زند اوستا کی تعلیم شروع ہوئی۔ بہت جلد اہرمن پرستی ایران سے مٹ گئی۔ دین یہی جاری ہوا۔ شاہ موصوف بھی اس دین کا پیرو ہو گیا،

حکیم زردشت نے چند مکان بنوائے تھے جن مین ہوا کی صفائی کیلیے ہر وقت آگ روشن رکھی جاتی تھی مگر حکیم موصوف کی وفات کے بعد اُسکا یہ عمل آتش پرستی پر محمول ہو گیا۔ پس ایرانیون نے آگ کو اپنا معبود سمجھکر اُس کی پرستش شروع کردی۔ ایک بہت بڑا مکان بنایا گیا جس مین ایکہزار برس تک ایندھن ڈالا گیا کہ اُسکے شعلے بھڑکتے رہے، حضور خاتم الانبیاء کی شب ولادت مین وہ ہزار سالہ آتشکدۂ فارس خدا کی قدرت سے گل ہو گیا۔ درحقیقت مصنوعی اور حقیقی معبود مین بڑا فرق ہے کہ باطل کو بقا نہین ہے اور حق کے لیے فنا نہین ہے،

آتش پرستون مین بہت سے فرقے پیدا ہو گئے تھے منجملہ اُنکے مجوسی اور آفتاب پرست بھی ہین۔ شان الٰہی دیکھیے کہ آج وہی ایران ہے جہان صدہا برس سے اسلام ہی اسلام نظر آتا ہے۔ بادشاہ بھی مسلمان ہے۔ رعایا بھی اکثر و بیشتر اسلام کی پابند ہے،

مین کہتا ہون کہ اگر انسان اپنے باپ دادا کی تقلید سے جدا ہو کر اپنی عقل سے کام لے تو اس کا دماغ بہت جلد اس نتیجہ تک پہونچ سکتا ہے کہ جو چیز اپنی بقا مین غذا کی محتاج ہو۔ جسکو ضعف و نقصان عارض ہوتا ہو جو اپنے دشمن اور ضد سے مغلوب ہو جائے جو کسی محدود

مکان مین مقید اور نظر بند ہو اُسے خالق عالم اور معبود سمجھنا ہرگز جائز نہین ہو۔ نیز آتشکدہ فارس کے حادثۂ عجیبہ نے آتش پرستونکو سبق عبرت آموز پڑھایا کہ آگ کو معبود سمجھنے والو دیکھو آگ سے بالاتر ایک طاقت موجود ہو جس نے ایک پل مین تمھارے ہزار سالہ معبود کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ہو،

آفتاب پرستی کی رد

آفتاب بھی آگ کا ایک بہت بڑا بھاری گولا ہے سورج کا نظام یہ بتایا گیا ہے کہ اُسکے ارد گرد۔ نیچے اوپر بکثرت ستارے ہین جو سورج کے گرد چکر لگاتے ہین۔ سورج بھی اپنے مدار پر گھومتا رہتا ہو۔ منجملہ ستارون کے ایک ستارہ یہ زمین بھی ہو جو سورج کے گرد گھومتی رہتی ہو،

اور یہ بھی کہا جاتا ہو کہ ہر ایک ستارہ دوسرے ستارہ کو کشش کرتا ہو اسی کشش کی وجہ سے یہ ستارے اپنے مدار سے نہین ہٹنے پاتے۔ مثلاً اگر سورج نے اپنی کشش سے زمین کو اپنی طرف جذب کرنا چاہا تو دوسرے ستارون کی کشش زمین کو سورج مین جذب ہونے سے روک لیتی ہو۔ اور اگر زمین چاہتی ہو کہ سورج کو اپنی طرف کھینچ لے تو وہ بھی اپنے مطلب مین کامیاب نہین ہوتی کہ سورج کے روکنے والے ستارے بھی موجود ہین۔ یہی وجہ ہو کہ جب سورج زمین کو اپنی طرف کھینچنے کا ارادہ کرتا ہو تو خوب زور لگاتا ہو۔ کانپتا ہو لرزتا ہو آخر زور لگانے سے اس کی روشنی مدھم پڑجاتی ہے۔ کبھی کبھی بالکل

ہی دور ہوجاتی ہی۔ اسی کو گہن کہتے ہین۔ گہن کے وقت عام طور سے
دنیا مین خوف نمایان ہوجاتا ہی۔ درحقیقت ایسے وقت مین خوف نمایان
ہونا ہی چاہیے اسلیے کہ اگر گہن کے وقت زمین سورج مین جذب
ہوجاے تو ساری دُنیا فنا ہوجاے گی۔ اور اگر زمین سورج کو
کھینچ لیگی تب بھی دُنیا برباد ہوجاے گی؛

الغرض آفتاب کا تغیر آفتاب کا گہن کے وقت لرزنا اور سیاہ
ہوجانا اور بوقت تجاذب زمین کے مقابلہ مین اپنے مقصد کے حصول
مین سورج کا عاجز رہنا دلیل ہی اس بات کی کہ سورج دنیا کا خالق نہین ہی
بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہی۔ لہذا آفتاب پرستون کا عقیدہ باطل ہی

بودھ مت جناب عیسیٰ کی پیدایش سے تقریبًا پانچ سو برس پہلے
دریاے روہنی کے کنارہ بنارس سے ایک سو میل کے فاصلہ پر شہر
کپل وستو آباد تھا۔ اُس کے راجہ کے یہان بکثرت امید ون کے بعد
ایک لڑکا متولد ہوا۔ سدھارتھ گوتم اس کا نام رکھا گیا۔ جوان ہونے پر
اُس کی شادی ہوئی۔ ایک فرزند بھی اُسے مل گیا۔ گوتم کو تنہائی اور
گوشہ نشینی پسند اور راج وشاہی سے اس کو نفرت تھی۔ گوتم انتیس برس
کے سن مین بغیر اطلاع واذن والدین شب کے وقت اپنے محل سے
نکلا۔ ملازم خاص کو اپنے ہمراہ لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر دریا کے کنارہ
آیا۔ گوتم نے اپنے بدن سے شاہی لباس اور زر و جواہر جدا کرکے اپنے
ملازم کو دیے۔ خود فقیری کپڑے پہنے اور پیادہ پا روانہ ہوگیا؛

گوتم راہ نجات کی طلب مین چند سال پہاڑون۔ جنگلون۔ بیابانون مین سرگردان پھرتا رہا مگر راہ نجاۃ اُسے نہ ملی؛

مصنف تاریخ رہنمایان ہند نے لکھا ہی گوتم اپنے چالیسوین سال ایک درخت کے نیچے مایوس پڑا ہوا تھا کہ شام کے قریب گوتم کو بُدھ کا درجہ مل گیا (گوتم خدا ہو گیا) پھر گوتم نے نئے مذہب کی بنیاد رکھی اور اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کردی۔ گوتم کی پوری تعلیمات بدھ ستس سے معلوم ہوسکتی ہی۔ کچھ تھوڑا سا تذکرہ تاریخ مذکور مین رہی ہی۔ گوتم نے سب سے پہلے نروان (دل کی خواہش وبانے) کی تعلیم دی تھی۔ گوتم تناسخ ارواح کے قائل تھے لیکن اُن کے عقیدے کے لحاظ سے روح کو دائمی نجاۃ ملجاتی ہی کہ پھر وہ جنم نہین لیتی ہی؛

گوتم جب سے بدھ ہوئے پھر اُنھون نے کبھی خدا کا نام نہین لیا،

گوتم نے اپنی خدائی کے بیننا لیسوین سال قصبہ پادی مین چنید سنار کے یہان دعوت مین چاول اور سور کا گوشت کھایا جسکی وجہ سے وہ بیمار ہوے۔ بحالت بیماری وہ کشتی نگر مین آئے اور رحلت کر گئے

مین کہتا ہون جبکہ گوتم خدا ہو گئے تھے پھر وہ کس لیے انسانی ضروریات مین مبتلا رہے اور کیون بیمار پڑے۔ اور کس لیے بقا پر فنا کو اُنھون نے اختیار کیا بلکہ اُن کو ہمیشہ زندہ رہنا لازم تھا،

خدا ہو جانے سے بڑھکر اور کون سا طریقہ دائمی نجات کا ممکن تھا کہ جسکی تلاش کے لیے گوتم کی روح اُن کے بدن سے جدا ہوئی۔ گوتم کا

خدا ہوجانے کے بعد انسانی جامہ سے نکلنا اور خدائی سے معزول ہو کر تناسخ کے بیشمار چکرون مین پھنسنا اس بات کی دلیل ہی کہ نہ اُن کو راہ نجات ملی اور نہ اُن کو بدھ کا درجہ ملا اور نہ یہ درجہ کسی کو مل سکتا ہی،

اب رہا عقیدۂ تناسخ وہ اول تو عقل کے خلاف ہی جیسا کہ قیامت کے بیان مین اُس کے بطلان پر ادلہ قاہرہ لکھی جائین گی۔ دوم عقیدہ تناسخ کا نتیجہ قدامت عالم ہی یا وجود خدا سے انکار ہی۔

جین مت راجہ جین نے یہ مذہب ایجاد کیا تھا۔ اس راجہ نے ایک کتاب جین شاستر بھی تصنیف فرمائی تھی،

اس مذہب کے پیرو سراوگی بھی کہلاتے ہین اور جینی بھی۔ جینی عقیدہ مین خدا نرگن پرمیشر ہے یعنی بے صفت والا۔ جینی تناسخ ارواح کے معتقد ہین۔ لہذا اب سراوگیون کا خدا کو نرگن سمجھنا بیجا نہین ہی اس لیے کہ تناسخ ماننے کے بعد نہ دنیا کے لیے اول و آخر ہو سکتا ہی اور نہ خدا کی ضرورت باقی رہتی ہی لہذا نرگن پرمیشر کا ہونا اور نہونا برابر ہی بلکہ بیکار رہنے سے اُس کا نہونا بہتر ہے۔ جینی عقیدے مین انسان بہ سبب نیکوکاری کے عالم الغیب اور ہمہ دان ہو جاتا ہے، پھر جو کچھ وہ کہتا ہی وہ کلام خدا سمجھا جاتا ہی۔ جینی ایسے شخص کو ساکار پرمیشر کہتے ہین۔ یعنی صفتون والا خدا،

سراوگی عقیدے مین اسوقت تک چوبیس ساکار پرمیشر ہو چکے ہین

چونکہ جینی تناسخ کا عقیدہ رکھتے ہین لہذا ان کے ساکار پرمیشر بھی تناسخ کا مزہ چکھین گے۔ خدائی مرتبہ سے اتر کے کبھی جاہل انسان کبھی جانور کبھی گھاس پھوس۔ جھاڑ۔ جھنکار۔ کنکر پتھر ہوتے رہین گے
جینی عقیدے مین عورت کو نجات اس وقت ملے گی کہ جب وہ مرد کا جنم لے گی،
مین کہتا ہون کہ اس عقیدہ کے لحاظ سے ایک دن ایسا آئے گا کہ تمام عورتین نجات پا کر مرد ہوجائین گی لہذا دنیا مین مرد ہی مرد نظر آئین گے پھر نہ معلوم اسوقت توالد کا طریقہ کیا ہوگا اس نکتہ کو جینی پنڈت حل کرسکتا ہی،

سناتن دھرم ہندو مت کی بہت سی شاخین ہین۔ انکے اصول و فروع اور عبادت کے طریقے جدا جدا ہین مگر یہ تمام فرقے خدا کی دو حالتین مانتے ہین۔ ایک حالتمین خدا اُن کے نزدیک نرگن ہوتا ہی اور دوسرے حال مین وہ سرگن۔ یعنی دنیا کی چیزین جب تک پیدا ہوتی رہین گی تو خدا سرگن رہیگا۔ اور جب دُنیا فنا ہوجاے گی تو خدا نرگن ہوجائیگا۔ اس وقت خدا مین کوئی صفت نہ رہیگی نہ وہ قادر رہے گا اور نہ عالم۔ نہ موجود رہے گا اور نہ زندہ۔
مین کہتا ہون کہ سناتن دہرم والے جسے خدا سمجھتے ہین حقیقت مین وہ خدا نہین ہی اس لیے کہ ہندو عقیدہ کے مطابق دنیا کے فنا ہونے کے بعد جب خدا نرگن ہوجاے گا تو پھر اس کا سرگن

ہو نا قطعاً محال ہوگا ورنہ کسی دلیل عقلی سے ایسی چیز کا جو
بالکل صفات سے خالی ہو یہانتک کہ وہ صفت حیات بھی رکھتی
ہو خود بخود بغیر کسی بالا طاقت کے صاحب اوصاف ہو جانیکو کوئی
پنڈت جی مہاراج اپنی کرپا سے بیان فرمائین ورنہ اِس
شاستری عقیدہ کی صحت سے ہاتھ اُٹھائین،

تنبیہ توحید و وجود خدا کے متعلق ہندو دہرم کا اجمالی عقیدہ اور
اُس کی کمزوری ظاہر کرنے کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ نمونہ
کے طور سے چند باتین ہندو شاستروں کی اس جگہ لکھی جائین،

بیدانت شاستر | یہ کتاب بیاس جی مہاراج نے تصنیف فرمائی
تھی - اس کتاب مین لکھا ہی کہ خدا جب کسی چیز کے پیدا کرنیکا قصد
کرتا ہی تو اُس کی قوت مین جنبش ہونے سے تین قوتین خدا مین
پیدا ہو جاتی ہین - رَج - سَتُ - تمُ -
رج یعنے خواہش - ست یعنی عقل - تم یعنی غصہ - الغرض رج
گن کی وجہ سے برہما کی صورت مین خدا ظاہر ہو کر دنیا کو پیدا کرتا ہی
پھر ست گن کے سبب سے بشن کی شکل اختیار کرکے خدا ساری دنیا
کی پرورش کرتا ہی - پھر تم گن کے باعث سے مہادیو کا روپ بدلکر
خدا ساری دُنیا کو فنا کر دیتا ہی -

واضح ہو کہ ہندوؤن کی دوسری کتابون مین برہما اور بشن اور
مہادیو کے ایسے بُرے اور گندہ حالات درج ہین جن کے اظہار سے

ہمارے قلم کو حیا اور گھن آتی ہی جن سے معلوم ہوتا ہی کہ ہندو مذہب کا مدار صرف قصے اور کہانیان ہین - پدم پران - لنگ پران شیو پران دیکھیے،

مہابھارت گیتا مین ہے کہ سری کرشن مہاراج نے میدان جنگ مین لکچر دیا تھا اور پانڈون سے فرمایا تھا۔ اگر تم ثابت قدمی سے میری طرف اپنے خیالات متوجہ کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہو تو عشق و عبادت کی سختی جھیلکر میرا تقرب حاصل کرو۔ اگر تم اپنی نجاۃ چاہتے ہو تو پورے طور سے مجھ پر بھروسا رکھو۔ اگر تم اپنے فرائض ادا کرنا چاہتے ہو اور تم کو بغیر ذاتی اغراض کے کام کرنا مقصود ہے تو مجھے اپنا رہبر اور مالک کل سمجھو اور اپنے فرائض ادا کرو خواہ وہ کچھ بھی ہون اور اپنا عقیدہ صحیح رکھو کہ مین ان باتون کے نتائج کا ذمہ دار ہون،

ارجن سے فرمایا۔ اے ارجن تو ہر حال مین مجھی سے پناہ مانگ کہ میری ہی عنایت سے تجھے اطمینان اور دائمی راحت نصیب ہوگی۔

غرض گیتا مین سری کرشن نے اپنی ذات کو خدا بتایا ہی انھون نے اپنے سوا کبھی دوسرے کو خدا نہین سمجھا۔ جب انھین خدا کا تذکرہ مقصود ہوتا تھا تو خدا کے نام کی جگہ ضمیر متکلم بولتے تھے اور اپنی ذات مراد لیتے تھے (تاریخ رہنمایان ہند)

واضح ہو کہ تاریخ مذکور کا مصنف ہندو ہر نارائن پرشاد اس کا نام ہے۔

میمانسا شاستر اس کے مصنف کا نام جیمین رکھ تھا۔ اس کتاب مین ہی کہ خدا کسی چیز کا خالق نہین ہی۔ دنیا مین جتنے جاندار پیدا ہوتے ہین۔ یہ سب اُن کے پچھلے اعمال کا نتیجہ ہی، دُنیا مین رنج وغم۔ خوشی وراحت۔ افلاس و تونگری۔ صحت ومرض قوت وکمزوری سب پچھلے اعمال کا ثمرہ ہین عمل کی وجہ سے کوئی شخص برہما کوئی بشن کوئی مہادیو ہوجاتا ہے اور یہ لوگ نیک عمل کرنے کی وجہ سے اور اعلی درجہ پائین گے یعنی خدا ہوجائین گے اس کے بعد ترقی کا دروازہ بند ہوجائیگا۔ درجۂ الوہیت پر فائز ہونے کے بعد اشخاص مذکورین کا حال کیا ہوگا۔ اس کا جواب میمانسا شاستر والے ہی خوب دین گے۔ مگر اتنا مین ضرور کہون گا کہ انسان کو عمل نیک ہندو عقیدہ کے مطابق خدائی درجہ تک پہونچادے گا لیکن پھر خدا ہوجانے کے بعد یہ لوگ بیکار ہوجائین گے اس لیے کہ میمانسا شاستر کی تعلیم کے مطابق خدا ایک بیکار چیز ہی،

اسی شاستر مین یہ بھی ہی کہ علم وعمل دونون ملکر نجات کا ذریعہ ہونگے۔ دُنیا کے لیے ابتدا اور انتہا نہین ہی۔

نیائے شاستر اسے گوتم رکھ نے تصنیف کیا تھا۔ اس کتاب مین ہے کہ خدا نے ساری دنیا کو پیدا کیا ہی، وہ اپنی مخلوق مین سے کسی آدمی کے جسم مین حلول کرکے اپنی کتاب اس کے ذریعہ سے

دوسرے اشخاص کے پاس پہونچتا ہے۔ اس کی کتابین چار
ہین ۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید۔ نیائی عقیدہ یہ ہے
کہ بہشت اور دوزخ مین ہمیشہ کوئی نہین رہیگا؛

نیائی صفات الٰہیہ نیائے شاستر مین خدا کی آٹھ صفتین لکھی ہوئی ہین
ان مین سے چھ قدیم ہین اور دو حادث۔ صفات قدیمہ یہ ہین
اول گیان (علم) دوم پریتن (تدبیر) سوم اچھیا (خواہش) چہارم
سنکھیا (شمار مین ایک) پنجم پرمان (مقدار غیر متناہی) ششم پرتھکتو (تمیز)
دو صفتین حادث یہ ہین اول سنجوگ (ملجانا) دوم بھاگ
(جُدا ہوجانا)

سانکھ شاستر مین ہے کہ دنیا کا خالق اللہ نہین ہے بلکہ ہر چیز کی
علت اولیٰ پرکرتی ہے۔ دُنیا قدیم و غیر فانی ہے۔ دنیا کی اصلین چار
ہین۔ جن پر سارا انظام موقوف ہے وہ یہ ہین۔ پرکرتی۔ پرکرتی بکرتی
تت بکرتی۔ پرکھ۔

پرکرتی کو ذرات مادہ۔ سالمات۔ جزء لایتجزائے بھی کہتے ہین۔ یہ
سالمات۔ گول سخت۔ ٹھوس ہین۔ یہ سالمات قابل تقسیم نہین ہین
پرکرتی ایک جوہر قدیم ہے جو نہ ادراک و شعور رکھتا ہے اور نہ
احساس و فہم وہ ہر جگہ موجود ہے اور غیر متناہی ہے۔ وہ ہر چیز کی
علت ہے کسی کا معلول نہین ہے۔ اس کے تین وصف ہین
رج ۔ ست ۔ تم۔

رج کی وجہ سے خواہش ۔غم ۔خوشی ۔ اور ست کی وجہ سے عقل و خوشحالی ۔ آسودگی ۔ اور تم کی وجہ سے غصہ ۔جہالت تن آسانی پرکرتی کو حاصل ہوتی ہی؛

مین کہتا ہون جبکہ پرکرتی کا بے شعور و بے فہم و غیر مدرک ہونا مسلّم ہی تو اوصاف مذکورہ کے ساتھ خود بخود اس کا متصف ہونا عقلاً محال ہوا اس لیے کہ جملہ اوصاف مذکورہ سے وہی چیز متصف ہو سکتی ہی جو شعور و ادراک رکھتی ہو جیسا کہ ظاہر ہی۔ ہان اگر پرکرتی سے کوئی بالا طاقت مانی جائے جس نے پرکرتی مین اوصاف مذکورہ پیدا کیے ہون تو البتہ پرکرتی کو رنج و غم وغیرہ کا لاحق ہونا معقول ہو سکتا ہی لیکن اس صورت مین پرکرتی نہ قدیم و ازلی ہو سکتی ہی اور نہ موجودات عالم کی علت اولی قرار پا سکتی ہے اور نہ اُس کا غیر معلول ہونا قابل تسلیم ہو سکتا ہی اس لیے کہ جب پرکرتی کسی بالا طاقت کی وجہ سے متغیر ہو گئی تو وہ قدیم نہین ہو سکتی کہ تغیر علامت حدوث ہی۔ اور جبکہ پرکرتی مین ادراک و شعور نہین ہے تو وہ کسی چیز کی علت بھی نہین ہو سکتی کہ علت کے لیے شعور لازم ہے۔ اور جبکہ پرکرتی اوصاف مذکورہ کے حصول مین ایک بالا طاقت کی محتاج ہوئی تو اُس کو غیر معلول کہنا ایک نامعقول بات ہے اس لیے کہ جو چیز کل اوصاف سے خالی ہو کوئی ایک صفت بھی اس کی ذاتی نہو تو بغیر علت کے اس کا وجود ہی نہین ہو سکتا ہی چہ جائیکہ وہ علت عالم

قرار پائے - الغرض ساری دنیا کی علت وہی طاقت ہی جو پرکرتی پر حاکم ہے -

پرکرتی بکرتی یہ موجودات عالم کی علت ہے اور پرکرتی کی معلول ہے - اس کی تین قسمین ہین مہتت - آہنکار - تن ماتر - آہنکار کی بھی تین قسمین ہین بیکرت - تیجس - بھونا یعنی اگر آہنکار مین عقل کا غلبہ ہو تو بیکرت کہلائیگا اور اگر خواہش کا غلبہ ہو تو تیجس ہو جائیگا - اور غصہ غالب ہونے کے وقت بھونا اس کا نام ہوگا،

تن ماتر کی پانچ قسمین ہین - سبد (آواز) سپرس (چھونا) روپ (شکل) رس (ذائقہ) گندہ (بو)

بکرتی یہ معلول ہوتی ہے خود کسی چیز کی علت نہین ہے - اسکی دو قسمین ہین اول اندری یعنی حواس خمسہ اور بعضے اعضا، دوسری قسم پانچ چیزین ہین - اکاشس (خلا) بون (ہوا) اگنی (آگ) جل (پانی) پرتھی (مٹی)

پرکھ اسے آتما بھی کہتے ہین - یہ آتما نہ کسی کی معلول ہی اور نہ علت آتما کی بھی دو قسمین ہین - جیو آتما (روح) پرم آتما (خدا) ہندوؤن کے نزدیک پرکرتی اندھی اور آتما لنگڑی ہے - جب یہ دونون آپسمین ملین تو دنیا کی چیزین وجود مین آئین،

مین کہتا ہون کہ جب پرکرتی اندھی اور آتما لنگڑی ہی تو خود بخود ان دونون کا اتصال اور ملاپ نا ممکن بلکہ محال ہوا لہذا ماننا

پڑیگا کہ ان دونون پر کوئی بالا دست حاکم ہے جو اندھے مادہ کے ساتھ لنگڑی آتما کو ملا ملا کر دُنیا کی چیزین پیدا کرتا رہتا ہی،
علاوہ اس کے جبکہ یہ بات ہندوؤن کو مسلم ہے کہ پرکرتی بے شعور ہی نہ اس مین ادراک ہی اور نہ یہ خود بخود حرکت کرسکتی ہے۔ اور ہندو یہ بھی مانتے ہین کہ آتما مین ادراک وشعور ضرور ہے لیکن وہ بغیر کسی سہارے کے یعنی بغیر مادہ کے حرکت نہین کرسکتی ہی تو کیونکر ممکن ہے کہ ہاتھی پیدا ہونے کے لیے اندھے بے شعور مادہ کا خود بخود ایک ڈھیر جمع ہوگیا اور چیونٹی کے پیدا ہونے کے واسطے چند ذرّے باہم ہوگئے کہ اُن کا اجتماع موقوف ہی اس بات پر کہ اُن ذرون مین شعور بھی ہوتا اور حرکت ذاتیہ بھی ہوتی پھر اتنا فہم بھی ہوتا کہ ہاتھی کے لیے کتنے ذرون کے ملنے کی ضرورت ہے اور چیونٹی کیلیے کتنے ذرون کی حالانکہ شعور وفہم وحرکت ان ذرون مین تسلیم نہین کی جاتی ہے۔ اسی طرح کیونکر ممکن ہے کہ لنگڑی آتما ذرون تک پہونچ گئی اور دنیا کی چیزین مادہ اور روح کے اتصال سے بن گئین۔ پس معلوم ہوا کہ مادہ اور روح کے سوا ایک زبردست طاقت بھی موجود ہی، جو باشعور بھی ہی صاحب ادراک وارادہ بھی ہے اُسے اختیار بھی ہے کہ جس چیز کے پیدا ہونے کے لیے جتنے مادہ کی ضرورت سمجھے اتنے ہی مادہ سے روح کو ملائے پس جبکہ پرکرتی اور آتما دونون ایک بالا طاقت کی محتاج ہوئین اور صرف

یہ دونون موجودات عالم کے پیدا ہونے کے واسطے کافی نہ ہوئین تو ہندوُن کا ان دونون کو عالم کی اصل قرار دینا اور پرم آتما یعنی خدا کو خالق عالم نہ ماننا باطل اور خیال محال ثابت ہوگیا۔

| عجیب لطیفہ | ہندوُن نے آتما کو دنیا کی اصل مانا ہی پھر اسکی دو قسمین

بتائی ہین یعنی جیو آتما اور پرم آتما لہذا ان کو لازم تھا کہ دونون قسمون کو دنیا کی اصل قرار دیتے حالانکہ یہ لوگ پرم آتما کو خالق عالم نہین جانتے ہین پس جو چیز اُن کے عقیدے مین خالق نہین ہی وہی ان کے مسلمات سے خالق عالم ثابت ہوتی ہی۔ عجیب لطیفہ ہی۔

ہندو مذہب مین | پیدایش عالم کا طریقہ | پنڈتون نے یہ بتایا ہی کہ جب پرکرتی کی صفت ست کا اسکی باقی دو صفتون رَج اور تم پر غلبہ ہوتا ہی تو اس وقت مہتت پیدا ہوتا ہی۔ یعنی وہی پرکرتی ست گن کے غلبہ سے مہتت بن جاتی ہی اور ہندو یہ بھی کہتے ہین کہ صفت مذکورہ کا غلبہ اس وقت ہوتا ہی کہ جب پرکرتی سے آتما جوڑا کھاتی ہی۔ الغرض اس وصال کے بعد مہتت اور مہتت سے آہنکار اور آہنکار سے گیارہ اندریان اور پانچ تن ماترا اور پانچ عنصر پیدا ہوتے ہین۔ پھر اُن سب سے دنیا کی چیزین بنتی ہین،

مین سابق مین ہنددمسلمات سے ثابت کر چکا ہون کہ پرکرتی بوجہ اپنے بے شعور ہونے کے کسی قسم کا وصف نہین رکھتی ہی بلکہ اس سے بالا ایک با اختیار طاقت موجود ہے جو پرکرتی مین اوصاف مذکورۂ بالا

پیدا کرتی رہتی ہے اور یہ بھی مین لکھ چکا ہون کہ پرکرتی کا آتما سے
خود بخود اتصال ناممکن ہے - لہذا ماننا پڑیگا کہ با اختیار طاقت
(خدا) نے پرکرتی مین اوصاف مذکورہ پیدا کیے پھر ان صفتون مین
سے ست گن کو غلبہ دیکر آتما کو اُس سے ملایا پس دنیا کے
موجودات پیدا ہو گئے -

دوسرا عجیب لطیفہ | جبکہ ہندو قائل ہین کہ آتما اور پرکرتی کے ملاپ
سے دنیا کی چیزین پیدا ہوئی ہین اور ان لوگون نے آتما کی
دو قسمین بتائی ہین - جیو آتما اور پرم آتما (خدا) لہذا اس قرارداد
سے پرکرتی کا آتما کی دونون قسمون سے اتصال ثابت ہوتا ہے
جس کا نتیجہ یہ ہے کہ خدا بھی دنیا مین انسان - حیوان - درخت
دریا - پہاڑ - چاند - سورج وغیرہ کی شکلون مین ظاہر ہوتا رہتا ہے
میرا یہ بیان میرا طبعزاد نہ سمجھا جائے بلکہ یہ مضمون خود ہندو عقائد
سے لیا گیا ہے اس لیے کہ ہندو اوتار کے قائل ہین - اوتار اُس
چیز کو کہتے ہین جس کی شکل مین خدا کا ظہور ہوا ہو خواہ وہ انسان ہو
یا جانور ہو یا کوئی اور چیز ہو - غرض جب تک پرم آتما کا پرکرتی سے
پیوند نہ ہوگا تو اوتار کا ظہور کیونکر ہو سکتا ہے -

دس اوتار | ہندؤن کا عقیدہ یہ ہے کہ جب کوئی باغی سرکش کسی دیوتا
کو ستاتا ہے تو خدا اس دیوتا کی مدد کے لیے کسی جسم مین ظاہر ہو جاتا ہے
چنانچہ اسوقت تک ہندؤن کے خیال مین چوبیس اوتار ہو چکے ہین

ناظرین کی دلچسپی کے لیے اُن مین سے دس اوتار کا مختصر حال کتاب تحفۃ الہند سے لکھا جاتا ہے

مچھ اوتار | سنکھا سر دیت چارون وید برہما کے چرا کر نگل گیا اور سمندر مین غائب ہو گیا۔ برہما نے مجبور ہو کر بھگوان جی سے شکایت فرمائی بھگوان مہراج نے مچھلی بن کے سمندر کی تہ مین غوطہ لگایا اور سنکھا خبیث کو قتل کر کے اُسکے پیٹ سے چارون وید نکالے اور برہما کو دیدیے۔

کچھ اوتار | دیوتاؤن نے سمندر سے چودہ رتن نکالنے کے لیے اسے بلونا چاہا۔ تو اُنھون نے سندراچل پہاڑ کی رئی بنائی اور باسک سانپ کو اُس پہاڑ مین لپیٹ کر سمندر کو بلونے لگے۔ چونکہ وہ پہاڑ نہایت وزنی تھا دیوتا اس کا بوجھ سنبھال نہ سکے۔ پس وہ پاتال کی طرف بیٹھنے لگا۔ یہ حال دیکھ کر دیوتا اپنے بھگوان سے مدد کے طالب ہوئے لہذا بھگوان مہاراج نے کچھوہ بن کے اپنی پشت اُس پہاڑ کے نیچے لگائی کہ دیوتاؤن نے سمندر کو خوب بلویا اور چودہ رتن اُس کے اندر سے نکال لیئے۔

چودہ رتن | امرت (آب حیات) ہلاہل (زہر) مدہرا (شراب) لچھمی (بشن کی زوجہ) کام دھین (گائے کا نام ہے) سیت نکھی (سورج کی سواری کا سات منہ والا گھوڑا) چندرما (چاند) رنبھا (زن رقاصہ جو راجہ اندر کے سامنے ناچتی ہے) کلپ برچھ (بہشتی درخت)

کوستبھ منی (جواہر) دھنتر (طبیب کا نام ہی) ایراپت (ہاتھی کا نام ہی) دھنک (کمان جو بشن کے ہاتھ مین ہی) سنکھ (جسے ہندو پوجا کے وقت بجاتے ہین)۔

باراہ اوتار ایک جن ساری زمین کو باشندون سمیت لپیٹکر پاتال کی طرف لے بھاگا۔ بھگوان مہاراج نے سور بن کے اوس ظالم کو مارا اور زمین کو اُس کے پنجۂ خونخوار سے چھڑایا۔

نرسنگھ اوتار ہرن کسپ جن نے لوگون کو اپنی پرستش کی دعوت دی مگر اس کے فرزند پرہلاد نے اُس کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ ہرن کسپ نے لوہے کا ستون آگ مین خوب تپایا اور پرہلاد کو اُس سے جکڑنے کا قصد کیا تو بھگوان مہاراج نے اپنی کرپا سے اُسی وقت ایک ایسے جانور کی شکل مین ظہور فرمایا جس کے بدن کا اگلا حصہ شیر کا اور پچھلا حصہ انسان کا تھا۔ پس بھگوان مہاراج نے اس ظالم دیدکیش جن کو مارڈالا۔ یہ چارون اوتار ست جگ مین ہوے تھے جس کا حال آگے آئے گا۔

باون اوتار دیوتاؤن کی گذارش پر بھگوان جی نے باون اونگل کے جسم مین ظاہر ہو کر راجہ بل کو جو اول درجہ کا عادل اور خوشحال تھا کر دھیکہ کر کے راج گدی سے اتار دیا تھا۔

پرسرام اوتار راجہ سہسر باہو چھتری نے اپنے ہمزلف جرگن کا

انتقام لینے کے لیے ایک تیر حلیہ کمان مین لگا کے دنیا سے سارے چھتریون کو نشانہ بنا کے مار ڈالا۔ کسی ایک چھتری کو زندہ نہ چھوڑا۔ پھر ان مقتول چھتریون کی عورتون سے برہمن آغشتہ ہوے تاکہ چھتریون کی نسل دنیا مین جاری ہو۔

عجیب فلسفہ قطع نظر اس سے کہ شوہر کشتہ غم دیدہ سوگ نشین چھتریون سے برہمن آلودہ ہوے لیکن برہمن نطفہ سے چھتری کا پیدا ہونا عجیب و غریب فلسفہ ہے جس کے ماننے کیلئے ہندوؤن کے سوا عقل انسانی ہرگز تیار نہو گی۔

تنبیہ ہندو دھرم کے پیرو اس سانحہ جانکاہ اور روح فرسا کو نظر عبرت و غیرت سے دیکھین جو بھگوان مہاراج کے دست تطاول سے بیگناہ چھتریون پر گذر گیا۔ مین امید کرتا ہون کہ صاحبان فہم ہندو اپنے شاستری واقعہ کو چشم انصاف سے ملاحظہ کرنے کے بعد اسلامی جہادون پر زبان طعنہ درازنہ فرمائین گے اس لیے کہ ابتدا اسلام مین جتنی لڑائیان مسلمانون اور مشرکین کے درمیان ہوئین اُن کے بانی مشرکین ہوتے تھے جب مشرکین چڑھ آتے تھے تو اہل اسلام بحکم رسول ان مشرکون کو دفع کرتے تھے لیکن کسی بیگناہ کو قتل نہ کرتے تھے۔ مگر ہندو دھرم کے لحاظ سے بھگوان جی نے بے گنتی غیر مجرم قتل کیے۔

رامچندر اوتار راجہ دسرت کے یہان بھگوان جی رامچندر کی

صورت مین پیدا ہوے - جوان ہونے پر سیتا جی سے آپ کی شادی ہوئی - سیتا حسن وجمال مین بے نظیر عورت تھی - یہی وجہ ہوئی کہ لنکا جی کا باشندہ راون بدمعاش برہمن سیتا کی زاہد کش صورت پر فریفتہ ہوگیا - آخر وہ مکروحیلہ سے سیتا کو لنکا لے اُڑا - رامچندر جی اس بدمعاش کے مقابلہ سے عاجز رہے پس آپنے ہنومان جی سے مدد مانگی جو لنگور کی صورت تھے - ہنومان مہاراج نے راون کو قتل کرکے سیتا کو رامچندر کے حوالہ کیا پھر لنکا مین آگ لگا دی - رامچندر جی اپنی پری تمثال زوجۂ محبوبہ کو ہمراہ لیے ہوئے اپنے وطن کی طرف واپس آرہے تھے کہ راہ مین سیتا کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جو اسی وقت دیوتا بن کے صحرا مین غائب ہوگیا -

یہ تینون اوتار تریتا جگ مین ہوئے -

نئی منطق | اس شرمناک واقعہ سے ظاہر ہوگیا کہ بھگوان مہاراج بھی اپنی مخلوق کے مقابلہ سے عاجز رہتے ہین اور مدد کے طالب ہوتے ہین - پھر اُن کی زوجہ کو بدمعاش اڑا بھی لیجاتا ہے - راہ مین زوجہ کے بطن سے بچہ بھی پیدا ہوتا ہے جو اُسی وقت دیوتا بنجاتا ہے یہ ایسی انوکھی منطق ہے جسکے سمجھنے کے لیے ہندو دماغ کی ضرورت ہے ورنہ ظاہر مین تو یہ من گھڑت کہانی معلوم ہوتی ہے

کرشن اوتار (۸) باسدیو ساکن متھرا کی زوجہ دیوکی کے بطن شریف سے

بھگوان جی کرشن کی صورت مین متولد ہوئے، دیو کی راجہ کنس کی چچیری بہن تھی پس کرشن جی نے اپنے ماموں راجہ کنس کو بیگناہ قتل کردیا اور متھرا کا راج اگرسین کو عطا فرمایا کرشن مہاراج بانسری بجانے مین بڑے ماہر تھے۔جوان عورتون مین بیٹھنا اور اُن کے ساتھ کھیلنا آپ کو بہت مرغوب اور پسند تھا۔

بودھا اوتار جگناتھ جی کے مندر مین چوب صندل کی ایک مورت رکھی ہوئی ہے جب وہ پرانی ہوجاتی ہے تو اس کی جگہہ صندل کی نئی مورت رکھدی جاتی ہے۔ ہندوؤن کا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی تمام عمر مین صرف ایک دفعہ اس مورتی کے درشن سے مشرف ہوجاوے تو اس کی ساری عمر کے گناہ عبادت بنجاتے ہین۔ یہ دونون اوتار دواپر جگ مین ہوے تھے،

کلکی اوتار ہندو کہتے ہین دور کل جگ مین ساری خلقت بداعمال ہوجاوے گی لہذا اس دور کے آخر مین بمقام سنبھل بشن دت برہمن کے یہان بھگوان مہاراج ظاہر ہوکر کل جگ کی تمام خرابیون کو مٹائینگے۔

جگون کا بیان ہندوؤن نے عمر دنیا کو چار دورون پر منقسم مانا ہے اور ہر دورہ کے ایک مدت معینہ کے وہ قائل ہین۔وہ چار دورے یہ ہین،

ست جگ ست یعنے عقل اور جگ یعنے زمانہ ہے۔ یہ جگ سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ اس دورہ کی مدت سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال بتائی جاتی ہی۔ اس دورہ مین عبادت الٰہی کے سوا اور کوئی کام نہین ہوتا ہی۔ اس دور مین ہر شخص نیک چلن اور پاکدامن ہوتا ہی۔ عمر طبعی انسان کی ایک لاکھ برس ہوتی ہی۔ مین کہتا ہون ہندو دھرم کی تعلیم سے حیرت ہوتی ہی کہ اس تعلیم مین تہافت اور تضاد بکثرت ملتا ہی اس لیے کہ مین سابقا اوتار کا حال لکھ چکا ہون کہ ست جگ مین سنکھا رنے ویدون کو چرایا۔ ایک جن زمین کو لے بھاگا کہ بھگوان اسکی رہائی کے لیے سور بنے۔ ہرن کسب نے خدائی کا دعوی کیا ایسے بیہودہ واقعات کے ہونے پر بھی ہندو کہتے ہین کہ ست جگ مین عبادت الٰہی کے سوا کوئی کام نہین ہوتا ہی۔

ترتیا جگ اس دور مین تین حصے آدمی خدا کی عبادت مین اور ایک حصہ مکروہات دنیا مین بسر کرتے ہین۔ اس دورہ کی مدت بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس مانی گئی ہی۔ اس دور مین انسان کی عمر طبعی دس ہزار برس ہوتی ہی۔

دواپر جگ اس دور مین آدھے آدمی خدا کی عبادت مین اور آدھے کارہاے دنیا مین بسر کرتے ہین۔ نیک اعمالی اور سچائی آدھے آدمیون مین باقی رہ جاتی ہی۔ اس دور کی مدت

آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال معین کی گئی ہی۔ عمر طبعی انسان کی ایکہزار سال ہوتی ہی،

کل جگ اس دور مین ہر شخص بداعمال ہوتا ہی۔ سچائی بالکل مفقود ہو جاتی ہی۔ لوٹ مار۔ چوری۔ خونریزی۔ مکاری۔ بدکاری بکثرت ہوتی ہی۔ اس دور کی مدت چار لاکھ بتیس ہزار سال کہی جاتی ہی۔ عمر طبعی انسان کی اس دور مین سو برس سے زیادہ نہین ہوتی ہی۔ اس دورہ کے ختم ہونے کے بعد پھر ست جگ شروع ہو جاتا ہی مین کہتا ہون ہندؤن کی مذہبی تعلیم کے مطابق آج کل یہی دورہ ہی۔ لہذا اس دور مین تمام ہندو اپنے مذہبی قرار داد سے بداعمال اور پاپی ہین۔ ویش ہو یا چھتری۔ پنڈت ہو یا برہمن۔ پانڈہ ہو یا بچاری۔ سوامی ہو یا سرسوتی۔ مہاتما ہو یا رشی۔ راجہ ہو یا مہاراجہ غرض سب کے سب آہنکاری ہین۔ ان مین کوئی ایک شخص بھی نیک عمل۔ خداترس۔ دھرم کا پابند اور سچا نہین ہے ہر چہار طرف اس گروہ مین بداعمالی پھیلی ہوئی ہی۔ ہان اب کلکی اوتار کے ظہور کا وقت قریب ہے۔ یہی اوتار ان اہنکاریون سے دنیا کو پاک اور صاف کرینگے،

سکھ مت اس مذہب کے بانی گرونانک جی تھے۔ اس گروہ کے دس ہادی ہوے ہین۔ ہم اُن کے نام ترتیب وار لکھتے ہین گرونانک۔ انگت۔ امرداس۔ رامداس۔ ارجن۔ ہرگوبند۔ ہررائے

ہر کشن - تیغ بہادر - ہر گوبند -

گرو نانک کی تعلیم مین ہر گوبند پسر تیغ بہادر نے بہت کچھ ترمیم فرمائی ہے - جسکی وضاحت نانک پنتھی - دس گرنتھی - جنم ساکھی سے ہو سکتی ہے اور گرو نانک اور ہر گوبند کی تعلیم مین تفرقہ ظاہر ہو جاتا ہے،

ہر گوبند نے نینا دیوی کی پوجا کی تھی اس امید پر کہ نینا دیوی ساری دنیا مین اسکا مذہب پھیلائے اور اسی آرزو پر ہر گوبند نے نینا دیوی کی پوجا کرتے وقت قربانی کے ساتھ ایک مناجات پڑھی تھی جس کا ایک شعر یہ بھی تھا،

جو پھل چاہون تم سے پاؤن ۔۔۔ گشن بشن کبھو نہ دھیاؤن

شعر مذکور سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہر گوبند نینا دیوی کو خود مختار کل اور حاجت روا سمجھتے تھے - نینا دیوی پر قربانی چڑھانا بھی اسی کی دلیل ہے - الغرض آج کل دنیا مین جتنے سکھ ہین وہ سب ہر گوبند کی تعلیم کے پیرو ہین -

آریہ سماجی	مذہب آریہ کے پانچ اصول ہین - مادہ - روح - خدا کو قدیم ماننا - عالم کو غیر فانی سمجھنا - تناسخ ارواح کا عقیدہ رکھنا ویدون کو الہامی جاننا صرف ویدون کی تعلیم کے مطابق عمل مین نجات کو منحصر سمجھنا -
عقائد آریہ	پرکرتی (مادہ کے اجزاے اصلیہ) جوہر قدیم اور

بے شعور و غیر متحرک بالارادہ ہستی ہی جو کبھی فنا نہ ہو گا - مادہ غیر متناہی ہے - ساری دنیا اسی سے بنی ہی،

روح | جیو آتما - (نفس ناطقہ) بھی ایک جوہر قدیم و غیر فانی ہے - مگر محدود ہے - غیر متناہی نہین ہی - شعور و ادراک رکھتی ہی مگر شعور اس کا ذاتی ہے اور ادراک و احساس اس کو مادہ سے اتصال کے وقت ہوتا ہی - جیو آتما لنگڑی ہے - یعنی متحرک بالذات نہین ہی بلکہ مادہ سے متصل ہونے کے بعد حرکت کر سکتی ہی، وہ بذات خود مذکر اور مونث نہین ہے - البتہ مادہ سے ملکر کبھی مرد اور کبھی عورت بنجاتی ہے - صرف روح کو جزا یا سزا ملتی ہی - عمل کی سزا بھگتنے کے لیے روح کو بار بار مادہ سے ملنا پڑتا ہے اس کو جنم کہتے ہین - جب مادہ سے وہ ایک مرتبہ متصل ہو جاتی ہی پھر کبھی اُس سے وصل نہین کرتی ہی - نجات پانے کے بعد پھر از سر نو عمل کے لیے مادہ سے ملتی ہی - اسے آریہ کرم جونی کہتے ہین - روح کے جزا یا سزا پانے کا زمانہ بھُوگ جونی کہلاتا ہی

خدا کے متعلق آریہ عقیدہ | یہ ہے کہ وہ محیط کل ہے (جیسے گولر اُن کیڑون کا احاطہ کیے ہوے ہوتا ہی جو اس مین ہوتے ہین) وہ قدیم و غیر فانی ہی وہ سرشکتیمان ہی، وہ کسی چیز کا خالق نہین ہے - نہ وہ کسی چیز کو فنا کر سکتا ہے - روح کو مادہ سے ملانا اس کا عمل اور کام ہے - جس طرح کمہار برتن بناتے وقت مٹی

ہرکشن - تیغ بہادر - ہرگوبند -

گرو نانک کی تعلیم مین ہرگوبند پسر تیغ بہادر نے بہت کچھ ترمیم فرمائی ہی - جسکی وضاحت نانک پنتھی - دس گرنتھی - جنم ساکھی سے ہو سکتی ہی اور گرو نانک اور ہرگوبند کی تعلیم مین تفرقہ ظاہر ہوجاتا ہی،

ہرگوبند نے نینا دیوی کی پوجا کی تھی اس امید پر کہ نینا دیوی ساری دنیا مین اسکا مذہب پھیلائے اور اسی آرزو پر ہرگوبند نے نینا دیوی کی پوجا کرتے وقت قربانی کے ساتھ ایک مناجاۃ پڑھی تھی جس کا ایک شعر یہ بھی تھا،

کشن بشن کبھو نہ دھیاؤن — جو پھل چاہون تم سے پاؤن

شعر مذکور سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ہرگوبند نینا دیوی کو خود مختار کل اور حاجت روا سمجھتے تھے - نینا دیوی پر قربانی چڑھانا بھی اسی کی دلیل ہی - الغرض آج کل دنیا مین جتنے سکھ ہین وہ سب ہرگوبند کی تعلیم کے پیرو ہین -

آریہ سماجی | مذہب آریہ کے پانچ اصول ہین - مادہ - روح - خدا کو قدیم ماننا - عالم کو غیر فانی سمجھنا - تناسخ ارواح کا عقیدہ رکھنا ویدون کو الہامی جاننا صرف ویدون کی تعلیم کے مطابق عمل مین نجات کو منحصر سمجھنا -

عقائد آریہ | پرکرتی (مادہ کے اجزاے اصلیہ) جوہر قدیم اور

بے شعور و غیر متحرک بالارادہ ہستی ہے جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ مادہ غیر متناہی ہے۔ ساری دنیا اسی سے بنی ہے،

روح | جیو آتما۔ (نفس ناطقہ) بھی ایک جوہر قدیم و غیر فانی ہے۔ مگر محدود ہے۔ غیر متناہی نہیں ہے۔ شعور و ادراک رکھتی ہے مگر شعور اس کا ذاتی ہے اور ادراک و احساس اس کو مادہ سے اتصال کے وقت ہوتا ہے۔ جیو آتما لنگڑی ہے۔ یعنی متحرک بالذات نہیں ہے بلکہ مادہ سے متصل ہونے کے بعد حرکت کرسکتی ہے، وہ بذات خود مذکر اور مونث نہیں ہے۔ البتہ مادہ سے ملکر کبھی مرد اور کبھی عورت بنجاتی ہے۔ صرف روح کو جزا یا سزا ملتی ہے۔ عمل کی سزا بھگتنے کے لیے روح کو بار بار مادہ سے ملنا پڑتا ہے اس کو جنم کہتے ہیں۔ جب مادہ سے وہ ایک مرتبہ متصل ہوجاتی ہے پھر کبھی اُس سے وصل نہیں کرتی ہے۔ نجات پانے کے بعد پھر از سر نو عمل کے لیے مادہ سے ملتی ہے۔ اسے آریہ کرم جونی کہتے ہیں۔ روح کے جزا یا سزا پانے کا زمانہ بھوگ جونی کہلاتا ہے

خدا کے متعلق آریہ عقیدہ | یہ ہے کہ وہ محیط کل ہے (جیسے گولر اُن کیڑوں کا احاطہ کیے ہوے ہوتا ہے جو اس میں ہوتے ہیں) وہ قدیم و غیر فانی ہے وہ سرشکتیمان ہے، وہ کسی چیز کا خالق نہیں ہے۔ نہ وہ کسی چیز کو فنا کرسکتا ہے۔ روح کو مادہ سے مِلانا اس کا عمل اور کام ہے۔ جس طرح کمہار برتن بناتے وقت مٹی۔

چاک اور ظروف سازی کے قانون کا پابند ہی۔ اسی طرح آریہ اپنے پرمیشر کو روح اور مادہ اور سزادہی کے قانون کا پابند سمجھتے ہین۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ پرمیشر کو اختیار نہین ہی کہ وہ قوانین سزادہی کے برخلاف کسی کی خطا یا گناہ معاف کردے۔ یا ثواب مین اضافہ اور سزا مین کمی فرمائے۔

موجودات عالم کے متعلق آریون کا عقیدہ	دنیا مین جتنے جاندار ہین مثلاً انسان۔ حیوان پرندے۔ دریائی جانور۔ حشرات الارض

کیڑے۔ مکوڑے۔ باریک جراثیم۔ درخت۔ بیلین۔ ساگ۔ ترکاریان گھاس۔ پھوس۔ غلون کے پودے۔ گنّے وغیرہ۔ ان سب مین ارواح اپنے اعمال کی سزا بھگت رہی ہین

اب رہین ان کے علاوہ باقی چیزین مثلاً چاند۔ سورج۔ ستارے آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ کل معدنی چیزین۔ قسم قسم کے پتھر ان سب مین نہ روح ہے نہ یہ تناسخ کے چکر مین ہین نہ اُن کو آریون کے پرمیشر نے پیدا کیا ہی۔ نہ ان پر خدائے آریہ کو اختیار و اقتدار حاصل ہے مین کہتا ہون ایسے پرمیشر کو جو ہر طرح سے مجبور اور لاچار ہو جو تناسخ کے قانونی زنجیرون مین مقید ہو اسے آریون کا سروشکتیمان کہنا یعنی قادر علی الاطلاق سمجھنا بالکل لغو اور مہمل ہے،

حقیقت مادہ	سب سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ قدامت

مادہ کے قائلین نے مادہ کی حقیقت کیا بتائی ہے۔ ہمنے آج تک دہریہ۔ نیچریہ۔ لاادریہ۔ طبعیہ۔ بختیہ۔ آریہ کے جتنے اقوال حقیقت مادہ کے متعلق دیکھے ہین۔ ان مین سے کوئی قول ایسا نہین ہے جس سے مادہ کی حقیقت واضح ہوجائے۔ چند اقوال بطور نمونہ اس رسالہ مین ہم لکھتے ہین۔

کوئی کہتا ہے کہ جو چیز نظر آتی ہے یہی مادہ ہے۔ مین کہتا ہون یہ قول غلط ہی اس لیے کہ جو چیز دکھائی دیتی ہی وہ رنگ ہے یا روشنی یا آفتاب کی کرن ہی حالانکہ ان مین سے کوئی چیز بھی مادہ نہین ہے،

کوئی کہتا ہے حواس خمسہ ظاہریہ سے جو چیز محسوس ہوتی ہے وہی مادہ ہے۔ مین کہتا ہون یہ بھی غلط ہی۔ اس لیے کہ آنکھ سے جو چیز محسوس ہوتی ہی وہ مادہ نہین ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے۔ کانون سے آواز۔ ناک سے بو۔ منھ سے ذائقہ۔ ہاتھ وغیرہ لگانے سے سردی۔ گرمی۔ خشکی۔ تری۔ سختی۔ نرمی۔ وغیرہ محسوس ہوتی ہی حالانکہ ان مین سے کوئی چیز بھی مادہ نہین ہے اس لیے کہ مادہ جوہر ہے اور اشیائے مذکورہ اعراض ہین جن کا مستقلاً اور جداگانہ وجود نہین ہے،

کوئی کہتا ہی مادہ نہایت چھوٹے چھوٹے اجزا سے مرکب ہے جو سخت اور ٹھوس ہین اور قابل تقسیم نہین ہین۔ مین کہتا ہون

یہ قول بھی غلط ہی اس لیے کہ ہر ایک جزو مین کم سے کم دو پہلو ضرور
ماننے پڑین گے ایک پہلو دہنے جزر سے اور دوسرا پہلو
بائین طرف والے جزر سے ملا ہوا ہوگا اور ظاہر ہے کہ یہ دونون
پہلو آپس مین ممتاز ہون گے - پس جس چیز مین دو پہلو موجود
ہون اسکو ناقابل تقسیم کہنا بیوقوفی ہی؛

کوئی کہتا ہے کہ اجزاے مادہ آپس مین اس طور سے
متصل ہین کہ اُن کے درمیان مین خلار بالکل نہین ہی- کوئی
اُن کو جدا جدا کہتا ہی- کوئی اُن کو ہمیشہ سے متحرک بحرکت ذاتیہ
مانتا ہی- کوئی اُن کے دائمی سکون اور حرکت اتفاقیہ کا قائل
ہی- آریون نے پرکرتی کو سخت اور ٹھوس اور باہم متصل مانا ہی
اور اُن کی حرکت ذاتیہ کے یہ لوگ منکر ہین - ان تمام مصنوعی اور
وہمی اقوال کے جوابات ہمارے دوسرے رسالہ مین آئین گے
انشارالله-

قدامت مادہ اور اس کا ابطال

سماجی حضرات آج تک اپنے دعواے قدامت
مادہ پر کوئی عقلی دلیل قائم نہین کرسکے- جتنی
دلیلین ان لوگون نے بیان کی ہین وہ سب مہمل اور لغو ہین-
اُن سب کی ردمیرے دوسرے رسالہ مین ہوگی جو صرف مادہ کے
متعلق لکھا گیا ہے لیکن یہان آریون کی مایہ ناز دلیل کا ازالہ
کیا جاتا ہی

قدامت مادہ پر سماجی دلیل اور اُسکی رد

آریہ قائل ہین دنیا کی کوئی چیز صرف[1] خدا کی قدرت اور اُس کے ارادہ سے پیدا نہین ہوسکتی بلکہ ہر[2] چیز کے لیے ایک اصل کا[3] ہونا ضروری ہے۔ وہ مادہ ہے جو موجودات عالم کی اصل ہے۔ خدا کا معطل رہنا جائز نہین ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ خدا ہمیشہ سے کام کر رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مادہ بھی ہمیشہ سے موجود ہے

مین کہتا ہون کہ آریون کی دلیل مذکور کے تین جزو ہین جن پر مین نے نمبر لگا دیے ہین۔ پس سلسلہ وار مین ہر ایک کو باطل کرتا ہون؛

پہلے جزو کا ابطال یہ ہے کہ آریون نے خدا کے ارادہ اور قدرت کا انسانی ارادہ اور قدرت پر قیاس کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پنڈت دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش مین خدا کو کمھار سے مثال دی ہے، جسکا حاصل یہ ہے کہ جس طرح کمھار برتن بنانے مین مٹی اور چاک کا محتاج اور ظروف سازی کے قانون کا پابند ہے۔ اُسی طرح آریہ اپنے پرمیشر کو مادہ اور روح کا حاجتمند اور قانون سزا دہی کا پابند مانتے ہین پس جبکہ آریون نے خدا کو محتاج اور قانون کی رسی مین جکڑا ہوا فرض کرلیا تو اب یہ لوگ خدا کو احداث مادہ پر ہرگز قادر نہین کہہ سکتے۔ لہذا یہ لوگ مادہ کو قدیم سمجھ بیٹھے۔

اس مطلب کی توضیح یون ہو سکتی ہی کہ آریون کی معتبر کتاب
تعزیرات یعنی منوسمرتی ادھیاے ۱۲ اشلوک ۵۵ مین لکھا ہے کہ
برہمن کا قاتل گاے کا جنم لیتا ہی۔ اب آریہ بتا ئین کہ ان کا پرمیشر
برہمن کے قاتل کو گاے کے بدلے شیر۔ چیتا۔ گیدڑ۔ لومڑی
چوہے کے جون مین عذاب دے سکتا ہی یا نہین۔ پہلی صورت کا
ثبوت اپنے وید مقدس اور منوسمرتی سے پیش کرین اور دوسری
صورتون مین اپنے پرمیشر کو سرو شکتیمان کہنا چھوڑ دین)

مادہ قدیم نہین ہو سکتا

اسلیے کہ مادہ کو قدیم بالذات ماننے کے بعد تسلیم
کرنا پڑیگا کہ مادہ پر خدا کا اختیار اور قابو بالکل
نہین ہے۔ اور مادہ اس کا محکوم اور پابند نہین ہے بلکہ
دنیا کی چیزون کے پیدا ہونے مین مادہ کو خدا سے برابری
اور شرکت مین پُر زور دعویٰ کا حق حاصل ہی، بلکہ ترجیح مادہ کی طرف
ہے اس لیے کہ پرمیشر اپنے کار منصبی کے ادا کرنے مین مادہ
کی طرف احتیاج شدید رکھتا ہی لیکن مادہ کو اس کی طرف
احتیاج بالکل نہین ہے۔ پس جبکہ مادہ قدیم بالذات اور
پرمیشر سے بے نیاز ثابت ہوا تو پھر پرمیشر کا مادہ پر قابو اور
دسترس کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہی بنا برین مسئلہ تناسخ نہین سے
باطل قرار پایا اس لیے کہ مادہ اور روح جب دونون آریون کے
نزدیک واجب الوجود اور قدیم بالذات ہین تو ہرگز ممکن نہ تھا

کہ بیگناہ مادہ خدا کے قابو مین آنا اور روح کے ساتھ بے جرم و خطا سزا ئین برداشت کرنا گوارا کرتا۔ اسی طرح روح بھی بہ سبب اپنے وجوب ذاتی کے خدا کے اختیار سے باہر ہوتی پھر وہ بھی کرم جونی کے لیے مادہ کے ساتھ متصل ہونے پر ہرگز آمادہ نہ ہوتی پھر کرم جونی سے نکلکر بھوگ جونی کی کشمکش اور عذاب مین ہزارون بلکہ لاکھون برس کیلیے گرفتار ہو جانا پسند نہ کرتی لہذا دنیا کی کوئی چیز پیدا اور موجود نہ ہوتی حالانکہ سارا عالم ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ مادہ اور روح دونون خدا کے اختیار و تصرف مین ہین پس معلوم ہوا کہ یہ دونون قدیم نہین ہین،

اور اگر مادہ اور روح پر خواہ مخواہ پرمشیر کا قابو اور تصرف مانا جائیگا تو ان دونون کو واجب بالذات کہنا لغو ہوگا اور ان دونون کی قدامت کا خیال ایک وہمی منصوبہ قرار پائیگا، بلکہ مادہ اور روح کو خدا پر قابو یافتہ اور متصرف کہنا چاہیے کہ خدا بغیر ان دونون کے اپنا فریضہ منصبی ادا نہین کر سکتا ہی پس جیسے جنم مین جانے کی روح کو اقتضا رہوتی ویسے ہی جون مین خدا اس کو ڈالتا۔ اس کے خلاف وہ ہرگز نہین کر سکتا تھا تو پھر ایسے خدا کا ہونا اور نہ ہونا برابر تھا کہ روح خود بخود جونے بدلتی رہتی کہ وہ ذاتی شعور رکھتی ہی،

الغرض جبکہ مادہ اور روح دونون کو قدیم بالذات اور واجب الوجود آریون نے مان لیا تو اس سے چند خراب نتیجے برآمد ہوے۔ اول یہ کہ آریہ مشرک ثابت ہو گئے کہ تین چیزون کو قدامت مین شریک مانتے ہین اب یہ لوگ کسی طرح موحد نہین ہو سکتے۔ دوم یہ کہ خدا ان دونون کا محتاج قرار پایا لہذا اب یہ لوگ اپنے پرمیشر کو سروشکیتمان نہین کہہ سکتے ہین۔ سوم یہ کہ تین چیزون کے قدیم بالذات ماننے کے بعد روح اور مادہ پر خدا کا اختیار ممکن نہین ہی۔ چہارم اس صورت مین نظام عالم کی غایت صرف ایک چیز نہ ہو گی بلکہ مستقلاً تین چیزین غایت قرار پائینگی۔ یعنی مادہ روح خدا۔ پس لازم تھا کہ ان مین سے ہر ایک چیز عالم کو اپنی طرف کھینچتی لہذا کوئی چیز دنیا مین پیدا نہ ہوتی۔ یا یون کہا جاے کہ اگر تینون چیزین قدیم بالذات اور واجب الوجود ہوتین تو اُن مین سے ہر ایک بوجہ اپنے مستقل بالذات ہونے کے دوسرے کے زیر فرمان نہ ہوتی پس دُنیا کی کوئی چیز حیز وجود مین نہ آتی۔ اسی کی طرف آیہ لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا مین اشارہ ہوا ہے۔ یعنی اگر زمین و آسمان مین خدا کے سوا چند قدیم بالذات ہوتے تو یہ دونون ناپید ہو جاتے۔ پنجم یہ کہ مادہ اور روح کو قدیم بالذات ماننے کے بعد وجود خدا کی ضرورت نہین رہتی ہی۔ لہذا آریہ دہرم دہریت قرار پاتا ہے۔ اب یہ لوگ لامذہب متصور ہونگے،

اگر کوئی آریہ یہ کہے کہ مادہ قدیم بالذات ضرور ہی مگر وہ بوجہ اپنے

لاشعور اور غیر مدرک ہونے کے خدا کی مخالفت نہین کرتا ہی بلکہ وہ خدا
کا محکوم رہتا ہی۔
مین کہتا ہون اگر بے شعور ہونا مادہ کی محکومیت کا سبب ہوگیا تو روح
کو خدا کا محکوم اور فرمانبردار نہ ہونا چاہیئے تھا کہ یہ تو شعور رکھتی ہی لہذا روح
بوجہ اپنے شعور ذاتی اور وجوب ذاتی کے خدا سے مغلوب ہوکر تناسخ کے المی
عذاب مین گرفتار ہونا ہرگز ہرگز گوارا نہ کرتی پس کوئی چیز پیدا نہ ہوتی
حالانکہ عالم سامنے موجود ہے جس سے معلوم ہوا کہ روحین بھی حادث
ہین اور مادہ بھی حادث ہی اور یہ دونون خدا کے محکوم ہین اور زیر فرمان
ہین۔ صرف خدا واجب بالذات اور قدیم و ابدی ہی،

دلیل آریہ کا دوسرا جزر ہر چیز کے لیے ایک اصل کا ہونا ضروری ہی اور وہ
مادہ ہے لہذا مادہ قدیم ہی۔ مین کہتا ہون آریون کا
یہ دعوی علی الاطلاق غلط ہی اور بے دلیل ہی۔ اس لیے کہ دنیا مین دو قسم
کی چیزین پائی جاتی ہین ایک مرکبات دوسرے بسائط۔ پس مرکبات کے
واسطے قانون مذکور مسلم ہے کہ ہر مرکب سے پہلے اسکے اجزا کا ہونا ضروری
ہی لیکن بسائط کے لیے قاعدہ مذکورہ تسلیم نہین ہوسکتا جب تک کہ اس
دعوے پر کوئی دلیل اقناعی و قطعی قائم نہ کی جائے۔ ہم خوب جانتے ہین
کہ مادہ کی قدامت پر کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی پھر کیسے ہم خواہ مخواہ
ہر ایک بسیط کے لیے اصل کے قائل ہوجائین۔ پس ہم تو یہی کہین گے
کہ خدا نے سب سے پہلے دو چیزین مادہ اور روح کو پیدا کیا تھا۔ مگر

مادہ کی تخلیق مقدم ہی یہ دونون جوہر لطیف تھے۔ انھی دونون سے خدا نے دوسری چیزین خلق فرمائین۔ پس مادۂ بسیطہ بھی حادث ہے اور روح لطیف بھی حادث ہی اور مرکبات عالم بھی حادث ہین۔ صرف خداے واحد و یکتا قدیم و ابدی ہی،

دلیل آریہ کا تیسرا حصہ

آریون کا یہ کہنا کہ خدا کے لیے تعطل جائز نہین ہی قطعاً غلط اور مہمل ہی اس لیے کہ معطل اُسے کہتے ہین جسے کوئی کام نصیب نہ ہوسکے اور وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوے بیٹھا رہے مگر خدا ایسا نہین ہے اس لیے کہ وہ قادر و مختار ہے۔ قادر کی شان یہ ہے کہ جب وہ چاہے کام کرے اور جب چاہے تو نہ کرے اگرچہ کام موجود نہ ہو مگر مہیا ہوسکتا ہو،

پس اگر یون کہا جاے کہ خدا ہمیشہ سے کام کر رہا ہے کسی وقت اسکو رہائی نہ ملی ہی اور نہ آئندہ نصیب ہوگی تو اس صورت مین خدا قادر و مختار نہ کہلائیگا۔

اب آریہ اپنے پرمیشر کو مجبور کہین۔ محتاج کہین۔ مقید کہین۔ عاجز مانین۔ لاچار سمجھین انھین اختیار ہی مگر ہم تو اپنے خداے وحدہ لاشریک کے متعلق ایسا بیہودہ عقیدہ نہ رکھین گے اور یہی کہین گے کہ خدا ہمیشہ سے کام نہین کر رہا ہے کہ مجبور کہلاے اور نہ وہ معطل ہی کہ اُسے کوئی کام نصیب نہ ہوسکے بلکہ وہ قادر علی الاطلاق ہی،

الغرض آریون نے اپنی ناسمجھی اور غلط فہمی سے ارواح کے تناسخ کو

مانا پس وہ مادہ اور روح کی قدامت کے قائل ہو گئے۔ اور روح کیلیے کرم جونی اور بھوگ جونی وضع کر بیٹھے۔ خدا کو قانون جزا دہی کی رسی مین اچھی طرح سے ان لوگون نے جکڑ دیا ہے اب وہ اپنی جگہ سے ہل نہین سکتا ہے۔ یہ ہے آریون کے مذہب کا خلاصہ جو ہمنے لکھا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ عقل سے کام لیتے۔ اسلام سے تعصب نہ کرتے اور اپنے خود تراشیدہ مذہب کی کمزوری مین غور کرتے تو یقیناً یہ لوگ ان تارہاے عنکبوتی سے خارج ہو جاتے۔ ہان جس نے انصاف سے کام لیا ہے اور آریہ دھرم کی حالت زار کو چشم بصیرت سے دیکھا ہے، پھر اسلامی دلائل قاہرہ کا لوہا مان لیا ہے تو وہ لوگ پاکیزہ دامن اسلام سے متمسک ہو کر راہ راست پر آگئے ہیں۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

یہودیت یہود اپنے کو حضرت موسیٰ کی امت مین بتاتے ہین اور ان جناب کی شریعت کو آخری شریعت سمجھتے ہین۔ اُن کے پاس جو توریت ہے اسکو یہ لوگ الہامی اور خدائی کتاب کہتے ہین حالانکہ اس کتاب مین انبیا علیہم السلام کی طرف ایسے گندے اور بیچھا افعال قبیحہ منسوب کیے گئے ہین جن کے تصور سے عقل انسانی کو گھن آتی ہے۔ توریت کا ترجمہ اُردو زبان مین موجود ہے۔ ہر شخص اس خرافات کو دیکھ سکتا ہے ہم کو شرم آتی ہے کہ ہم اپنے پاکیزہ رسالہ مین بطور مثال بھی کوئی واقعہ توریت سے نقل کرین،

یہودی حضرت عزیر نبی کو اس لیے خدا کا بیٹا سمجھتے ہین کہ آپنے

توریت کو اُس کے مفقود اور ناپیدا ہونے کے بعد ایک پہاڑ کی گھاٹی سے نکالا تھا۔ مین کہتا ہون یہود کو چاہیئے کہ حضرت موسیٰ کو اپنے خدا کا بھائی سمجھیں کہ آپنے توریت کو ابتدا مین پیش کیا تھا۔

یہود کے عقیدے مین خدا ہر چیز کا عالم نہین۔ اگر خدا کے کسی کام کا نتیجہ خراب نکلتا ہے تو اُسے شرمندگی ہوتی ہے۔ یہی بداء ندامت ہے۔ جس کے یہودی معتقد ہین۔ ہم لوگ اس عقیدہ سے بیزار ہین بلکہ افسوس ہوتا ہے اس بات پر کہ بعضے جہلاء کندۂ ناتراشیدہ۔ فساد پیشہ فتنہ پرداز باطل مذہب والے جھوٹے اور مفتری مُلّانے ہمارے مذہب کی طرف اس ناپاک بداء ندامت کو منسوب کیا کرتے ہین۔ یہ ملاعنہ بڑے شد و مد سے اپنے رسالون مین لکھا کرتے ہین کہ شیعہ اس بداء ندامت کا عقیدہ رکھتے ہین۔ مگر ہم اس بداء پر بھی لعنت کرتے ہین اور ان اعداء اللہ کے انتساب ناجائز اور افتراء باطل پر بھی۔

یہود کی توریت مین ہے کہ خدا نے حضرت آدم کو اپنی صورت کا پیدا کیا تھا۔ یہود کل انبیاء کو گنہگار جانتے ہین۔ یہ لوگ اسلام اور پیغمبر اسلام کے سخت دشمن ہین۔

نصرانیت

عیسائیون کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا بطن مریم سے بشکل عیسیٰ پیدا ہوا۔ اسی وجہ سے یہ لوگ جناب عیسیٰ نبی کو ابن اللہ کہتے ہین عیسائیون کے عقیدہ مین تین چیزون کا مجموعہ خدا ہے۔ یعنی خدا۔ ابن روح القدس۔ یہ تینون عیسائیون کے عقیدے مین ایک تین ہین اور

تین ایک ہین ہین۔ انھی تینون کو اقانیم ثلثہ کہتے ہین۔

کفارۂ نصاری عیسائی قائل ہین کہ ہمارا خدا اپنے بیٹے کی صورت مین ظاہر ہوا پھر اس نے سولی پر چڑھ کے تمام بنی آدم کے گناہ اپنے سر لیے اور اُن کے گناہون کا کفارہ ہو گیا۔

عیسائی اور عقیدۂ عصمت انبیاء یہ لوگ کل انبیاء کو گنہگار سمجھتے ہین مگر جناب عیسیٰ کے دامن کو پاکیزہ جانتے ہین اس لیے کہ آپ اس گروہ کے زعم باطل مین حقیقتاً خدا تھے۔

مین کہتا ہون عیسائیون کا عقیدۂ مذکورہ توریت محرف سے ماخوذ ہو ورنہ اور کسی نبی کے صحیفہ مین نہ یہ مضمون موجود ہو اور نہ جناب عیسیٰ نے کبھی اپنی زبان سے کسی نبی کو گنہگار بتایا ہو۔ اور نہ کسی نبی کی یہ شان ہو کہ وہ گناہون کا مرتکب ہو۔ عیسائیون نے جتنے گناہ حضور سید عالم خاتم پیغمبران کی طرف منسوب کیے ہین اُن مین سے اکثر اور بیشتر وہ خرافات ہین جو تعصب اور قلبی عداوت سے اس گروہ نے اپنے دل سے تراشی ہین۔ اور بہت سی باتین وہ ہین جن کا ماخذ عامہ کی روایت باطلہ مین اور چند باتین ایسی بھی ہین جن مین عیسائیون کو غلط فہمی ہوئی ہے،

میرا قصد ہے کہ مین انشاء اللہ آریون کی رد سے فرصت کر کے عیسائیون کی باطل خرافات کا استیصال کرون گا اور ان کی رد مین رسالے لکھون گا۔ اُس کے بعد اختراعی اور مصنوعی مذہب

قادیانی کی اچھی طرح خبر لونگا - بس خدا میری مدد کرے،

عیسائی حضرت مسیح کی عصمت کا دعوی بالکل غلط کرتے ہین - اولاً اس لیے کہ جب حضرت عیسیٰ نے بنی آدم کے گناہ اپنے سر لیے تو پھر وہ معصوم کہان رہے اگر یہ گناہون کا لینا حقیقتاً تھا تو عصمت گئی اور اگر مجازاً تھا تو بنی آدم سے گناہ محو ہوے اور نہ حضرت عیسیٰ کفارہ قرار پائے - ثانیاً اسلیے کہ انجیل متی مین صاف صاف لکھا ہوا ہی کہ یسوع مسیح نے شراب نوش فرمائی تھی - اور آپنے معجزہ دکھانے کے لیے تھوڑی سی شراب مین ایک بہت بڑی برات کو سرشار کردیا تھا - اور یہ بھی انجیل مین موجود ہی کہ حضرت عیسیٰ کے سر و بدن پر اکثر جوان نامحرم عورتین تیل کی مالش کیا کرتی تھین - پس نامحرم کے ہاتھون کو اپنے بدن سے مس ہونے دینا عصمت کے خلاف ہے،

حضور خاتم الانبیار کی عصمت دیکھو کہ جب آپ کسی عورت سے بیعت لیتے تھے تو اپنے دست مبارک و اقدس پر کپڑا ڈال لیتے تھے تاکہ نامحرم کی جلد سے آپکا ہاتھ مس نہونے پائے - افسوس ہی کہ ایسے محتاط اور معصوم رسول کو دشمنون نے محض اپنی دیرینہ قلبی عداوت اور بغض و حسد کی وجہ سے اور افترا پردازی سے مطعون کیا ہے -

غرض عیسائی انجیلون مین جناب عیسیٰ کی عصمت سوز بہت سے حوادث موجود ہین - جن کا نقل کرنا ہمارے نزدیک روح اللہ کی جلالت شان کے منافی ہے،

مذہب نصاریٰ کی حقیقت اگر انسان چشم ہوش سے عیسائی مذہب کا مطالعہ کرے تو اسے بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ عیسائی مذہب کا مدار وہ چند کتابیں ہین جو حضرت عیسیٰ کے زندہ مرفوع ہونے کے مدتون بعد تصنیف ہوئی تھین جنکا مجموعہ اناجیل اربعہ ہے یعنی انجیل متی ۔ لوقا ۔ یوحنا ۔ مرقس ۔ ان کے الہامی ہونے پر نہ حضرت عیسیٰ کی تصدیق ہے ۔ نہ اُن کی صحت پر کوئی دلیل مسکت موجود ہے ۔ علاوہ اس کے ان چارون انجیلون مین اسقدر تضاد اور اختلاف ہے کہ تو بہ توبہ جو ناقد بصیر سے پوشیدہ نہین ہے،

نیز یہ سب انجیلین کثرت سے محرف ہین ۔ قدیم و جدید اناجیل کی تطبیق سے یہ معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے ۔ مین انشاء اللہ جس وقت مستقلاً اس مذہب کی رد مین رسالے لکھون گا ۔ ان سب باتون کی توضیح کی جائے گی،

باطل کا ذریعۂ اشاعت کچھ دنون سے باطل پرستون نے مذہبی تبلیغ کا ایک نہایت حیاسوز طریقہ نکالا ہے کہ حسین و جمیل عورتون کو آراستہ کر کے مجمع عام مین لاتے ہین ۔ راجہ اندر کے اکھاڑے کی یہ پریان اپنے نازک اور حنائی ہاتھون مین ہارمونیم لیکر بجاتی ہین ۔ دلگداز جگر دوز سریلی آواز دے کر فن موسیقی کے جوہر دکھاتی ہین ۔ جوانون کے دل ان پریون کی جذاب قلوب اور مستانی صورت دیکھکر اُن کے شیشون مین اُتر آتے ہین ۔ اور مثل پروانہ اُن شمع رویون پر نثار ہوتے ہین ۔ پھر یہی زاہد فریب عورتین تقریرین بھی کرتی ہین اور مذہبی لیکچر بھی دیتی ہین جس کا نتیجہ ظاہر ہے،

مگر اسلام وہ پاکیزہ دین الٰہی ہے جس نے عرب سے حسن پرست ملک مین

نشو و نما پاتے ہی جوان عورتون کو پردہ پوشی اور چہرہ چھپانیکا حکم دیا اور گانے بجانے کی سخت ممانعت فرمائی۔ آلات رقص و سرود کو تڑوایا تاکہ حسین و دلربا چہرے اور ہوشربا مکھڑے رس بھری اور سرمگین آنکھین غضب ڈھانے والی چتون۔ قیامت برپا کرنے والے ناز و کرشمے خنجر چلانے والے اشارے۔ بسمل بنانیوالے غمزون سے جو حیا سوز اور غیرت کش فسادات دُنیا مین پھیل رہے تھے ان کا انسداد ہو جائے۔ کفار و مشرکین کی طرح غیرت دار اہل اسلام اپنی گلفام اور نازک اندام چہرہ کشادہ عورتون کو مجمع مین نہ لائین،

افسوس ہی اُن نام نہاد مسلمانون پر جو اسلام کی غیرت پامال کرنیکے لیے پردہ شکنی کے ذریعے ہو گئے ہین اور تاویلات مہملہ کرکے شرم و حیا سے کنارہ کش ہو کر فخر و مباہات کے ساتھ اپنی صنفِ نازک کو بازار مین لیجانا جلسون مین ساتھ رکھنا سیر و تفریح کرانا عیب نہین سمجھتے ہین

اسلام نے اپنی صداقت و حقانیت کی تبلیغ دلائل قاہرہ مین مضمر رکھی ہی۔ اسلام نے پردہ کا حکم دیکر عورتون کے ذریعہ سے تبلیغ کا دروازہ بند کر دیا ہی اسلام کو اپنی اشاعت کے لیئے صنف نازک کی احتیاج نہین ہے عورتون کے جال پھیلا کر وہ لوگ اپنی مذہب کی تبلیغ کرتے ہین جن کے مذہب مین جان نہین ہی،

مذہب اہلسنت کی توحید اور صفات الہیہ	خدا واحد و یکتا ہے۔ قدیم بالذات اور واجب الوجود ہی جو غیر فانی ہی۔ اس کی صفات یعنی علم و قدرت

وحیات وغیرہ بھی قدیم ہین مگر ذات خدا سے قائم ہین اور زائد بر ذات خدا ہین۔ کلام بھی خدا کی صفت ذاتی ہی اور قدیم بھی ہی۔ قرآن بھی کلام خدا ہی یہ بھی قدیم ہی،

بخاری شریف وغیرہ مین بہت سی حدیثین منقول ہین کہ روز قیامت جنتیون کو خدا کا دیدار ہوگا۔ خدا جنت مین آئے گا اور اہل جنت سے مصافحہ کریگا۔ حضرت امام اعظم نے سو مرتبہ خدا کو بیداری مین اپنی آنکھون سے دیکھا تھا (الفقیہ امرتسر مین یہ مضمون ہمنے خود مطالعہ کیا ہی)

صوفیون کا عقیدہ خدا کے متعلق جو کچھ ہی اس کے اظہار مین ہمارے قلم کو شرم آتی ہی۔ اہلسنت کے فرقہ حنابلہ اور مجسمہ اور حشویہ اور وہابیہ کے خدا کی تصویر جسے دیکھنی ہو اور توحید اہلسنت کا پورا فوٹو جسے دیکھنا منظور ہو وہ آئینہ مذہب سنی ملاحظہ کرے،

رسالہ ارتداد شیعہ مین (جس کا موذی کش جواب ہم درنجف سیالکوٹ کے ذریعہ سے دیچکے) مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم نے لکھا ہے کہ خدا پر کوئی چیز لازم اور واجب نہین ہی اسپر کسی چیز کو واجب سمجھنا کفر ہی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا پر نہ عدل واجب ہے اور نہ وعدون کی وفا واجب ہی۔ نہ سچ بولنا واجب ہے نہ جھوٹ سے پرہیز واجب ہی نہ انبیاء اور خلفاء کو جنت مین داخل کرنا واجب ہی۔ نہ کفار و منافقین و شیاطین اور قاتلین انبیاء کو جہنم رسید کرنا واجب ہی نہ گنہگار بندون پر رحم فرمانا واجب ہے۔ اگر مولوی صاحب موصوف نے امور مذکورہ مین سے کسی

چیز کو خدا پر لازم جانا تو وہ اپنے فتوے سے کافر قرار پائین گے۔ مین کہتا ہون خدا نے امور مذکورہ کو خود اپنے اوپر اپنے اختیار سے بطور وعدہ لازم کرلیا ہی۔ نہ کہ دوسرے نے اسپر کوئی چیز واجب قرار دی ہی، یا وہ مجبور ہو گیا ہی۔ بلکہ مجبور وہ کہلاتا ہی کہ دوسرا شخص اسپر جبر کرکے کوئی چیز لازم کردے، قرآن مجید کی بکثرت آیتون مین خدا نے خبر دی ہی کہ وہ انبیا اور ان کے اوصیا کو اور صالحین مومنین کو۔ شہداے راہ خدا کو جنت مین داخل کریگا۔ وہ کافرون کا جہنم مین جھونکے گا۔ وہ ہرگز وعدہ خلافی نہ کرے گا۔ اُس نے جھوٹے پر لعنت کی ہی۔ اُس نے عدل ورحم کی مدح اور ظلم و ستم کی مذمت فرمائی ہے پس اگر وہ اپنے ارشاد کے مطابق عمل نہ کریگا تو مولوی صاحب بتائین کہ وہ خدا کو سچا کہین گے یا کیا بس فیصلہ اُن کے ہاتھ ہی۔ موصوف کا عقیدہ ہے کہ خدا نے حضرات خلفاء ثلثہ کو جنت مین داخل کرنیکا وعدہ فرمایا ہی۔ اب مولوی صاحب فرمائین کہ اس وعدہ کا ایفا خدا پر واجب ہی یا نہین۔ اگر خدا اس وعدہ کے خلاف کرے تو آپ اُسے جھوٹا کہین گے یا سچا۔ ذرا سوچ سمجھ کے ایمان لگتی کہیئے گا بلکہ بہتر یہی ہی کہ شیعونکی تکفیر سے توبہ کرلیجیے ورنہ جواب دیجئے اور صاف صاف لکھیئے گا،

مذہب اثنا عشری کی توحید اور صفات الٰہیہ

خدا واحد و یکتا اور لاشریک ہی۔ نہ ذات مین کوئی اسکا ساجھی ہے اور نہ صفات مین اسکا کوئی ساجھی ہی۔ وہ واجب الوجود اور قدیم بالذات و غیر فانی ہی وہ تغیر اور زوال سے مبرا ہی۔ وہ قادر و مختار ہی۔ وہ ہر چیز کا عالم ہے۔ جو کام کرتا ہی اپنے اختیار سے

کرتا ہی - وہی سارے عالم کا خالق ہی - نہ وہ مجسم ہی - نہ کسی جسم مین سماتا ہی نہ وہ کسی خاص مکان یا جہت مین ہی - وہ کسی کو نہ آجتک نظر آیا ہی اور نہ آئندہ کسی کو دکھائی دیگا - نہ دنیا مین اس کی رویت ممکن ہی اور نہ قیامت مین اُس کا دیدار ہوگا، اسکی صفات عین ذات ہین - وہ متکلم باین معنی ہی کہ جس چیز مین وہ چاہے کلام پیدا کردیتا ہی - وہ سچا ہی اپنے وعدے ضرور پورے کریگا - یہ ہماری توحید ربانی ہی جسمین شرک کا شائبہ بالکل نہین ہے

اہلسنت کا عقیدۂ نبوت

خدانے اپنے بندون کی ہدایت کے لیے انبیا خلق فرمائے وحی اور الہام سے اُن کو خصوصیت بخشی - اول عمر سے آخر عمر تک کوئی نبی گناہون سے معصوم نہین ہی

جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل انبیا سے بلکہ ساری مخلوقات سے افضل ہین - آپ خاتم الانبیا و مرسلین ہین - آپکی شریعت ناسخ ادیان سابقہ ہی آپکا دین قیامت تک رہے گا - آپکے والدین کافر تھے - آپ کے دادا عبد المطلب ہاشم - عبد مناف بھی کافر تھے - حضرت ابرہیم کا باپ آزر تھا وہ بھی کافر تھا آپکے کل صحابہ اول کافر تھے، پھر مسلمان ہوے - آپنے کسی کو اپنا خلیفہ نہین بنایا اور نہ معاملۂ خلافت کو اپنی امت کے سپرد کیا،

اثنا عشری کا عقیدۂ نبوت

اللہ نے اپنی قدرت کا نمونہ اور اپنی باقی صفات کا جلوہ دکھانے کے لیے انبیا اور اُن کے اوصیا کو خلق فرمایا آپنے بندونکی ہدایت بھی اُن کے سپرد فرمائی - ایک قسم کی وحی سے تمام نبیون کو سرفراز فرمایا - مگر خاتم الانبیا کو ہر قسم کی وحی سے خصوصیت بخشی اور

وصی غیر بنی کو صرف الہام عطا فرمایا۔

ہر ایک بنی اور وصی بنی اول عمر سے آخر عمر تک عمداً اور سہواً ہر قسم کے گناہ سے معصوم تھا۔ حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی اول مخلوق ہین اور کل مخلوقات الٰہی سے اشرف اور اکمل و افضل ہین۔ آپ سے بہتر خدا نے نہ کسی کو پیدا کیا اور نہ آئندہ پیدا کریگا۔ آپکی منزلت اور رتبہ خداداد مین آپکا مساوی اور ہمسر نہ کوئی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔

آپ خاتمہ الانبیا ہین نہ آپ کے سامنے کوئی بنی ہوا اور نہ آپ کے بعد سے قیامت تک خدا کسی کو نبوت عطا فرمائیگا۔ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہوچکا۔ آپکی شریعت نے پچھلی شریعتون کو بیکار بنا دیا۔ آپکی شریعت قیامت تک باقی رہے گی۔ کبھی منسوخ نہ ہوگی۔

آپ کے والدین اور حضرت آدم تک کل اجداد مومن تھے انھین سے بعض انبیا بھی تھے۔ آپکا نور کبھی صلب کافر اور شکم کافرہ مین منتقل نہین ہوا حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا وہ مومن تھے۔ آزر حضرت خلیل اللہ کا چچا تھا بیشک یہ کافر تھا۔ عربی زبان مین چچا کو بھی اب (باپ) کہتے ہین اسی لیے قرآن مین آزر کو حضرت ابراہیم کا باپ کہا گیا ہی حضور کے اصحاب مین سے جناب سلمان کبھی کافر نہین رہے آپ ابتداء عمر سے دیندار تھے بلکہ مین تو آپ کی عصمت کا عقیدہ رکھتا ہون جسپر دلائل میرے پاس موجود ہین

جناب سید عالم نے اپنا پہلا خلیفہ خود اپنی حیات مین بحکم خدا معین

فرمایا باقی گیارہ خلفاء کے نامون کی تصریح اور صفات مخصوصہ کا تذکرہ فرمایا اور ان سب کو خلافت کے لیے نامزد کر دیا۔ جن مین سے جناب امیرالمومنین مولانا حضرت علی کے لیے نص قطعی سے فیصلہ دیا۔ حسنین علیہما السلام کی خلافت کو منصوص کر کے وصیت فرمائی۔ لہذا دیگر ائمہ معصومین کی خلافت کو وصیت کے ذریعہ سے جاری کیا، لہذا اپنی خلافت کو مہمل نہین چھوڑا کونسی عقل سلیم اس بات کو مانے گی کہ انبیاء سابقین کے لیے جن کی نبوت کا زمانہ محدود ہو خدا کی طرف سے خلیفہ مقرر کیا جائے لیکن خاتم الانبیاء کے لیے کوئی خلیفہ مقرر نہ ہو حالانکہ آپکی نبوت غیر محدود ہے یعنے کہ قیامت پر اسکا خاتمہ ہوجائیگا

حیات انبیاء کے متعلق ہمارا عقیدہ

یہ ہے کہ انبیاء مین سے چار نبی (ادریس۔ خضر۔ عیسی۔ الیاس علیہم السلام) کو خدا نے اپنی قدرت کا کرشمہ اپنی مخلوق کو دکھانے کے لیے خاص خاص کامون کے واسطے جسد ظاہری واصلی کیساتھ زندہ رکھا ہے۔ گو ان حضرات کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا لیکن بعض خدمات اللہ نے اُن کے سپرد فرمائی ہین۔ اُن کے خاتمہ پر اُن حضرات کو موت آئیگی چونکہ اللہ تعالی نے ان کو طولانی حیات عطا فرمائی تھی لہذا انکو اس دنیا کی آب و غذا سے ہٹا لیا اور دوسری قسم کی غذا اُن کیلیے مقرر فرمائی ہے حضرت عیسی کے لیے جو خدمت اللہ کی طرف سے معین ہوئی ہے اس کا ظہور آخر زمانہ مین ہوگا،

جناب خاتم الانبیاء بھی زندہ ہین اس لیے کہ آپ کی وفات ظاہری زہر سے ہوئی تھی۔ جنگ خیبر مین آپکو زہر دیا گیا تھا جسکا اثر کئی دفعہ ابھرا

آخر ۱۱ھ ماہ صفر مین آپ کے قلب اقدس کی رگین اُس زہر کی وجہ سے کٹ گئین اور آپنے رحلت فرمائی۔ الغرض آپ شہید راہ خدا ہونے کی وجہ سے زندہ ہین،

حضرت خاتم الانبیاؐ کی آخری وصیت اپنے صحابہ کو

تمام مسلمانون کا اتفاق ہے اس بات پر کہ حضور سیّد عالمؐ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا تھا کہ مین تمھارے پاس دو گران قدر چیزین چھوڑتا ہون، وہ قرآن اور میری عترت یعنی میرے اہلبیت ہین جب تک تم لوگ ان دونون سے متمسک رہو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور یہ دونون آپس سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو جائینگے،

اس حدیث ثقلین سے واضح ہو گیا کہ بنص رسول تمام صحابہ کیلیے دو مقتدا تھے یہی دونون گمراہی سے بچانے والے تھے ان کا اتباع تمام صحابہ پر واجب تھا۔ لفظ عترتی کے بعد رسول اللہ کا بدون واؤ عاطفہ ارشاد فرمانا واھلبیتی اس توہم کو دور کر چکا کہ عترت سے مراد کل قرابتداران رسول تھے خواہ وہ بنی عباس ہون یا بنی عقیل بلکہ آپنے اپنی عترت کی تخصیص اپنے اہلبیت سے فرمائی تاکہ کل بنی ہاشم سے تمسک ضروری نہ سمجھا جائے۔

اہلبیت سے مراد کون ہین۔ یہ مسئلہ بالکل واضح ہو چکا کہ اہلبیت بنی وہی ذوات مقدسہ ہین جو مثل نبی تمام گناہون سے معصوم ہین اسلیئے کہ گنہگار کی اقتدا عقلاً جائز نہین ہے۔ چہ جائیکہ خاتم الانبیاء روحی لہ الفداء ایسے اشخاص کی متابعت کا حکم دیتے جو گناہون مین مبتلا ہون۔

اہلبیت بنی کے ساتھ صحابۂ رسول کا سلوک

اس قیامت خیز سوال کا جواب ہم اس مختصر رسالہ مین نہین دیسکتے ہین جس کسی کو صحابہ کا پورا اعمالنامہ دیکھنا منظور ہو وہ کتاب فلک النجاۃ مصباح الظلم۔ تاریخ احمدی۔ آئینہ مذہب سنی چشم ہوش سے مطالعہ کرے۔ قرآن مجید کے ساتھ صحابۂ رسول کا سلوک جسے دیکھنا مقصود ہو وہ ہماری کتاب تنبیہ الناصبین دیکھے۔

قرآن مجید کے متعلق ہمارا عقیدہ

یہ ہے کہ خدائے عزوجل نے دنیا کی خلقت سے پہلے اسکا معتدبہ حصہ لوح محفوظ مین ظاہر فرمایا۔ بقیہ اسکا بوقت مصلحت اسی لوح مین ظاہر ہوتا رہا۔ پھر وہان سے بیت المعمور مین پورا قرآن نازل ہوا۔ پھر تیئیس ۲۳ برس کی مدت مین بتدریج جناب خاتم الانبیاء کے پاس نازل ہوا۔ آیات احکام حضرت جبریل امین لائے اور وہ آیات بھی جنمین تبلیغی حیثیت مدنظر تھی۔ اور جن آیات کے ذریعہ سے تعلیم نبی مقصود تھی وہ خدا نے قلب اقدس آنحضرت مین الہام فرمائین

حضور ختمی منزلت نے پورے قرآن کی تعلیم اپنے جانشین و خلیفہ حضرت مولانا امیرالمومنین علی مرتضی کو عطا فرمائی۔ کوئی چیز آپنے حضرت مولا سے مخفی نہین رکھی۔ یہی وجہ ہی کہ جناب رسالتماب نے سوائے ان حضرت کے اور کسی کو باب مدینۃ العلم کا خطاب نہین دیا تھا۔

جتنا قرآن رسول اللہ کو خدا کی درگاہ سے بصورت اعجاز ملا تھا جس نے کل عالم کے مقابلہ مین بزور تحدی فرمائی ہی اور کل فصحاء اور بلغاء کے ناطقے بند کردیئے وہ سب کا سب بے کم و کاست بغیر زیادتی کے مشتمل ہوتا

ہمارے پاس پہونچا ہی جسکی ہم تلاوت کرتے ہین جس کے مطابق ہمارا عمل ہی۔ یہی قرآن ہمارے ائمۂ طاہرین نے اپنے صحابہ کو پڑھایا اور اسی کے اتباع کا ہم کو حکم دیا ہی۔ یہ کمی اور زیادتی سے قطعًا محفوظ ہے، اسکی تعظیم اسلامی فریضہ ہی۔ اس کے حرفون کو بدون وضو مس کرنا حرام ہی۔ اسکی توہین موجب کفر ہے۔ اس کو نجس چیز سے لکھنا یا نجس کرنا موجب اہانت ہونیکی وجہ سے کفر ہے۔ اس کے احکام پر عمل کرنا عین دین ہی لیکن اس کے ساتھ اہلبیت سے تمسک بہر حال واجب ہی،

ہندوؤن کے وید چار ہین۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھربن وید۔ ان چارون ویدون کی پیدایش کا مسئلہ عجیب مضحکہ خیز ہے اور اس مین بکثرت اختلاف ہی

کسی شاستر مین ہی کہ پرمیشر نے اپنی سانس بڑی قوت سے روکی جسکی وجہ سے پرمیشر پھول گیا۔ بس یہ چارون وید نکل پڑے۔ کوئی کہتا ہی کہ سانس روکنے سے پرمیشر کو پسینہ آیا تھا اس مین سے یہ چارون بہ نکلے۔ کسی شاستر مین ہی کہ برہما کے چار موہون سے چارون وید برآمد ہوے۔ مہابھارت مین ہی کہ بیاس جی دیوتا نے وید کو چار حصے کیا تھا۔ آریہ قائل ہین کہ پرمیشر نے چار رشیون پر ان چارون ویدون کو الہام فرمایا۔ رشیون کے نام یہ ہین۔ آدت۔ وایو۔ انگرا۔ اگنی۔

عجیب ماجرا ہندوؤن مین دو یجروید ہین۔ ایک گروہ ایک یجروید کو الہامی کتاب سمجھتا ہی اور دوسرا فرقہ اُسے مصنوعی کہتا ہے لیکن اپنی

مذہبی یجروید کو الہامی جانتا ہی،

ناظرین پر واضح ہونا چاہیئے کہ جناب عثمان کا ترتیب دیا ہوا اور لکھوایا ہوا قرآن دنیا مین رائج ہو چکا تھا۔ جناب رسول اللہ کے عہد مین نزولی ترتیب پر جن صحابہ نے قرآن جمع کیا تھا وہ تمام نسخے ہر ایک صحابی سے لیکر اور حضرت ابوبکر نے زید بن ثابت سے قرآن جمع کرایا تھا جسمین آیتین اور سورے مرتب نہین ہونے پائے تھے کہ آپکی وفات ہو گئی، اس کی نقلین جہان جہان تھین وہ سب۔ اور جناب عمر نے اپنے زمانہ حکومت مین صحابہ سے بحث مباحثہ کر کے چند سال مین محنت شاقہ برداشت کر کے حضرت ابوبکر کے مجموعہ کو صحیح کر کے مصحف تیار کیا تھا۔ اسکی نقلین جناب عثمان کے حکم سے آگ مین جلوائی گئین۔ ان سب باتون کا اہلسنت کی کتابون سے ناقابل انکار ثبوت ہماری کتاب تنبیہ الصبین باب اول مین ملاحظہ فرمایا جائے۔ الغرض مصحف عثمانی۔ حجاز۔ عراق۔ شام مصر۔ یمن وغیرہ مین رائج ہو چکا تھا۔ گو یہ پورا قرآن تھا مگر اسکی ترتیب نزولی ترتیب کے مطابق نہ تھی اور نہ اُن متفرق و نا تمام مسودات کے موافق تھی جو حضور سید عالم نے لکھوائے تھے۔ تاہم قرآن کامل دنیا مین مشتہر ہو چکا تھا۔ اب اگر حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن اپنے عہد مین جاری فرماتے تو شام وغیرہ کے باشندے جو امیر معاویہ کی زیر حکومت تھے ہرگز مصلحت علوی کو تسلیم نہ کرتے۔ پس دو قرآن دنیا مین رائج ہو جاتے۔ لہذا جسطرح

یجر وید کا ہندوؤن مین حشر ہوا۔یہی حال مسلمانون مین قرآن مجید کا بھی
ہوتا پس کتاب آسمانی مشتبہ ہو جاتی اور ایک کتاب ربانی پر تمام
مسلمان متفق اللفظ نہوتے۔پس راہ اتحاد و وداد بالکل بند ہو جاتی
لہذا مولاے دوجہان نے مصحف عثمانی کو جاری رکھا اور اپنا مصحف
جسکو نزولی ترتیب پر مع ناسخ و منسوخ لکھا تھا جاری نہ فرمایا۔مولاے
مومنین کا یہ عمل بیحد مفید ثابت ہوا مسلمانون کو آپ کا احسانمند ہونا
چاہیے عجب نافہم ہین وہ لوگ جو آپ پر زبان طعن دراز کرتے ہین۔

برہما کے چار منھ کیسے پیدا ہوئے

مہابھارت وغیرہ مین ہو کہ برہما جی مہاراج نے
سب سے پہلے اپنی بیٹی سرستی کو پیدا کرکے کام دیو
(خواہش جماع) کو بھی خلق فرمایا۔کام دیو نے برہما سے اختیار مانگا
کہ جہان اس کا جی چاہے وہان وہ رہے۔برہما جی نے اُسے اختیار دیا۔
پس وہ اختیار پاتے ہی خود برہما جی کے جسم مین نفوذ کر گیا۔پھر تو
مہاراج اپنے جامہ سے باہر ہو گئے اسی حالت مین آپنے سرستی کو
دیکھا۔وہ آپکے پیچھے آ گئی لیکن اُدھر بھی آپکے سر مین چہرہ پیدا ہو گیا
غرض سرستی جدھر آڑ لیتی تھی برہما کے سر مین چہرہ نمودار ہو جاتا تھا
یہانتک کہ چار چہرے نمایان ہو گئے۔یہ حال دیکھکر سرستی بھاگی
برہما جی بھی اُس کے پیچھے دوڑے آخر آپنے مطلب مین کامیاب
ہوے۔دیوتاؤن مین اس کا چرچا ہوا۔مہادیو جی مہاراج غضبناک
ہوئے پس آپنے برہما کے سر کی کھوپڑی جدا کر دی۔اگرچہ ہم کو

اس قصہ کی صداقت مین تامل ہر لیکن ہندوؤن نے کبھی غور سے کام نہین لیا ہر تاہم یہ ہین برھما جن کے چار موہنون سے چار بیدو نکا ظہور ہندو بتاتے ہین اور اُن ویدون کو الہامی مانتے ہین،

ہندو کہتے ہین کہ برھما جی مہاراج سامرتھی ہین یعنی مقدور والے اور سامرتھی جو کام کرتا ہر وہ گناہ نہین کہلاتا ہر۔ مین کہتا ہون یہ جواب بالکل مہمل ہر اولاً اس لیے کہ جب برھما جی شہوت سے مغلوب ہو گئے تو پھر سامرتھی کیسے ہو سکتے ہین۔ دوم اس لیے کہ اگر برھما کا یہ فعل گناہ نہ ہوتا تو سرستی کیون بھاگی۔ اور دیوتاؤن مین اس حرکت سے اضطراب کیون پیدا ہوا۔ پھر مہادیو نے برھما کو سزا کیون دی۔ یہ سب باتین برھما کو گنہگار ثابت کرتی ہین میری رائے یہ ہر کہ ہندو ایسے بیہودہ قصون کو اپنی کتابون سے خارج کر دین،

بیاس جی کون تھے مہابھارت مین ہے کہ ایک دن راجہ اپرچر شکار کے لیے صحرا مین گئے۔ وہان آپکو اپنی اہلیہ یاد آئی کہ یکایک آپکی منی نکل پڑی۔ آپنے وہ منی ایک پتہ مین رکھ کے باز کو دی تاکہ وہ آپکی اہلیہ کے پاس پہونچا دے۔ باز اس کو لیے ہوے جارہا تھا کہ راہ مین دوسرا باز اُس پر جھپٹ پڑا۔ ان دونون مین جنگ ہونے لگی۔ ناگاہ وہ پتہ پانی مین گرا اور راجہ کا ہدیہ مچھلی نگل گئی کچھ عرصہ کے بعد یہ مچھلی ایک ماہی گیر کے ہاتھ لگی۔ ماہی گیر نے اُسکا

پیٹ چیرا اُس مین سے لڑکا لڑکی برآمد ہوے۔ ماہی گیران دونونکو راجہ ایرچر کے پاس لیگیا۔ راجہ نے لڑکا اپنے پاس رکھ لیا اور لڑکی ماہی گیر کو دیدی۔ ماہی گیر نے اس لڑکی کا نام ستونتی رکھا۔ یہ لڑکی حسن وجمال مین بینظیر تھی،

ستونتی جب بالغ ہو گئی تو ماہی گیر نے ایک کشتی اس کو دیدی وہ مسافرون کو دریا پار بے اجرت اتارا کرتی تھی۔ ایک دن پراسر رکھ دیوتا دریا پر آئے اور ستونتی پر عاشق ہو گئے۔ کشتی مین سوار ہوے دریا پار اتر کر ستونتی سے طالب وصل ہوے۔ الغرض ستونتی کو حمل رہا اُسی وقت لڑکا پیدا ہوا اور فوراً ہی جوان ہو کر عبادت کیلیے جنگل مین غائب ہو گیا۔ یہی ہین بیاس جی مہاراج جن سے ویدون کا ظہور بتایا جاتا ہی۔ بیدانت شاستر آپ ہی نے تصنیف کیا تھا

ویدون کے متعلق آریہ سماجی کا عقیدہ

آریہ کہتے ہین کہ انسانی خلقت سے پہلے پرمیشر نے چارون وید چار رشیون پر ایسی زبان مین الہام فرماے جو انسانی زبان نہ تھی۔ ورنہ کسی خاص زبان کے اختیار کرنے سے خاص گروہ کی طرفداری ہو جاتی۔ پس رشی حضرات اپنے چارون طرف آگ روشن کر کے صدہا برس خدا کی عبادت بجالائے تب ویدون کی تفسیرین سنسکرت زبان مین ملہم ہوئین۔ اُسوقت رشی ویدون کے مطالب سمجھے،

مین کہتا ہون کہ یہ خود تراشیدہ قصہ قطعاً غلط ہی اولاً اسلیے کہ

مسلمات آریہ کے مطابق چارون رشی بھی انسان تھے۔ پھر ویدون کا
الہام انسانی خلقت سے پہلے نہ ہوا۔ دوم اسلیے کہ جب وید کسی کے
سمجھ مین آنے کی چیز نہ تھے تو ان کا الہام فضول ہوا۔ سوم اس لیے کہ وید
تو بیکار چیز تھے جو رشیون کی سمجھ مین نہین آئے اور اُن کی تفسیر
سنسکرت زبان مین ملہم بنائی جاتی ہی۔ لہذا پرمیشر کی خاص
گروہ سے طرفداری ہوگئی۔ چہارم اس لیے کہ الہام وید کیلیے صرف
چار شخصون کو پرمیشر کا خاص کرلینا بھی طرفداری ہی جو آریون کے
نزدیک ناجائز ہے۔ پنجم اس لیے کہ آریون کا چار شخصون کو رشی فرض
کرنا ہی غلط ہی ورنہ آریہ بتائین کہ اس عہدۂ جلیلہ تک یہ چارون
شخص کس تعلیم کے ذریعہ سے پہونچے تھے۔ کیا اُنھون نے پچھلے جنم
مین نیک اعمال کیے تھے جسکی وجہ سے رشی کا اُن کو رتبہ ملا۔ پرمیشر نے
اپنی مہربانی سے اُن کو رشی بناکر الہام فرمایا۔ پہلی صورت مین ان
لوگون نے پچھلے جنم مین کونسی تعلیم کے مطابق نیک کام کیے تھے
کہ چارون وید اسی جنم مین ملہم بنائے جاتے ہین۔ میرے خیال مین
وہ تعلیم ان ویدون کے علاوہ اور اُن سے بہتر ہوگی کہ اس تعلیم کی
وجہ سے یہ لوگ رشی ہوے مگر ویدون مین یہ صفت ہرگز نہین ہے کہ
اُن کے مطابق عمل کسی شخص کو رشی کے مرتبہ تک پہونچا سکے۔ لہذا ویدونکی
تعلیم ناقص ثابت ہوئی۔

دوسری صورت مین پرمیشر کی بیجا طرفداری لازم آے گی

نیز عدل خدا کے خلاف ہی کہ وہ کسی شخص کو بغیر کسی عمل کے رشی کے درجہ تک پہونچاوے،

ششم اس لیے کہ ایسی مہمل کتابون کے الہام سے کیا فائدہ ہوا جو کسی کی سمجھ مین آنے کے قابل نہ تھین ان سے نہ کوئی دینی فائدہ حاصل ہوسکتا تھا نہ دنیاوی اور نہ کارہدایت پورا ہوسکتا تھا۔

ہفتم اس لیے کہ وید کی تفسیر کا مطابق وید ہونا اُس صورت مین صحیح ہوسکتا ہی کہ جب رشیون کو سچا مانا جاوے لیکن رشیون کی صداقت پر آریون کے پاس کوئی دلیل نہین ہی، ہشتم اس لیے کہ آریون کا دعواے الہام ہی غلط ہے ورنہ ویدون مین یا اُن کی تفسیرون مین کوئی ایسا لفظ بتایا جاوے جس کا ترجمہ الہام ہوسکے نہم اس لیے آریہ بتائین کہ جب وید رشیون کی سمجھ مین نہ آوے تو اُنھون نے کیسے سمجھ لیا کہ فلان طریقے سے خدا کی عبادت کی جاوے گی تو ویدون کی تفسیرون کا الہام ہوجائیگا۔ دہم اسلیے کہ ان ویدون مین اور اُن کی تفسیرون مین بہت بڑا عیب یہ ہی کہ ان کتابون مین نہ الہام کرنیوالے کا پتہ ملتا ہی اور نہ اُن اشخاص کا جنپر یہ کتابین ملہم بتائی جاتی ہین، نہ رگوید جو سب سے مقدم ہی اسمین کہین خدا کے اسم ذات کا پتہ نہین ہی اور نہ خدا کی صفات مخصوصہ کا اُس مین بیان ہے۔ ورنہ کوئی ایک ہی صفت ہمارے سامنے پیش کی جاوے جو خدا کے سوا کسی پر صادق نہ آسکے،

نتیجہ کلام یہ ہے کہ ویدون کا الہامی ہونا آریون کا صرف زبانی

دعوے ہے جس کا ثبوت نہ کسی عقلی دلیل سے آریہ دے سکتے ہین
اور نہ ویدون کی تائید وتصدیق پیش کرسکتے ہین،
مگر قرآن مجید وہ الہامی کتاب ہی جسکی صداقت پر ہمارے پاس
کثرت سے ادلۂ عقلیہ موجود ہین نیز اس کی زبان کل انسانی زبانون
مین بلحاظ فصاحت وبلاغت اور وسعت وسلاست وملاحت و
لطافت اعلی درجہ رکھتی ہے جس نے سارے عالم کے مقابلہ مین
پُرزور تحدی کرکے بڑے بڑے فصحاء کا ناطقہ بند کردیا۔ خطباء
اور ادباء کی زبانین گنگ ہوگئین۔ مشرکین عرب نے ہر امکانی
قوت کو اسلام کے مقابلہ مین صرف کیا مگر قرآن کی ایک سورت کا
بھی وہ جواب نہ دے سکے۔ اس کتاب ربانی مین الہام کا
تذکرہ بھی ہے۔ الہام کرنے والے کا پتہ بھی ہے جسپر الہام کیا گیا
اس ذات مقدس کا نام بھی موجود ہی۔ اسم ذات خداوندی
توحید الٰہی کے ادلۂ قاطعہ۔ خدا کی صفات مخصوصہ بیان ہوئی ہین
اس کتاب مقدس مین تمدن انسانی کے اصول۔ معاش ومعاد
کے وہ قوانین کلیہ درج ہین جو آدمی کو انسانیت کے اعلی درجہ
تک پہونچا سکتے ہین بشرطیکہ قرآن پر عمل اُس تعلیم کے مطابق ہو جو حضرت
خاتم الانبیاء سے بوسیلۂ خلفاء معصومین یعنی اہلبیت نبی کے نقل ہو کر
امت کے پاس پہونچی ہو،

امامت خدا نے حضرت آدم سے لیکر جناب عیسی تک ہر ایک نبی کیلیے

خلیفہ اور جانشین خود معین فرمایا تھا جو مثل نبی گناہون سے معصوم ہوتا تھا۔ جو نبی کی نیابت مین احکام شریعت کی تعلیم و تحفظ کا فریضہ انجام دیتا تھا۔ خدا نے یہی قانون اپنے خاتمۃ انبیاء کی خلافت کے لیے بھی مد نظر رکھا۔ اور حضرت مولانا امیر المومنین علیہ السلام کو حضور رسید عالم کا خلیفہ مقرر فرمایا پھر باقی گیارہ امامون کے متعلق تنصیص فرمائی۔ خلیفہ سازی کا جو قانون ابتدار عالم سے جاری تھا وہ پورا ہوا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ امت نے خدائی قانون کے شکستہ کرنے مین کوئی امکانی تدبیر نہین چھوڑی۔ سب سے پہلے یہ کہدیا کہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہین بنایا ہر خودہی رسول اللہ کے بنائے ہوے خلیفہ کا انکار کیا اور خودہی رسول اللہ پر خلیفہ نہ بنانے کی تہمت لگا دی۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اُن کے پاس نہ کوئی آیت قرآنی موجود ہر اور نہ حدیث متواتر نبوی یہ لوگ پیش کرسکتے ہین جسکا مضمون یہ ہو کہ نصی خلافت کا قانون صرف انبیار سابقین کے لیے تھا حضرت خاتم الانبیار کی خلافت اس قانون الٰہی کے ماتحت نہ تھی۔

عجیب لطیفہ خلافت تو رسول اللہ کی ہر۔ عامہ کے خیال کے مطابق ان حضرت نے اپنا خلیفہ کسی کو بنایا نہین اور نہ امت کو خلیفہ سازی کا اختیار دے گئے مگر اُمت نے ان جناب کا خلیفہ بنالیا حالانکہ خلیفہ ساز اشخاص نے نہ خلیفہ سازی کا کوئی دستور العمل بنایا تھا اور

نہ تمام مسلمانون سے مشورہ لیا تھا۔ نہ تمام مسلمانون کو بلکہ صرف مدینہ والون کو خبر دی گئی تھی مگر رسول اللہ کا خلیفہ منتخب کر ہی لیا۔ اور جس نے اس مصنوعی خلیفہ کو تسلیم نہ کیا وہ پٹا گیا مارا گیا بقیہ سے جبراً بیعت لی گئی،

پھر پہلی خلافت جس وقتی تدبیر سے عمل مین آئی تھی وہ دوسری خلافت کے لیے بیکار ہو گئی۔ پھر تیسری خلافت کے لیے ساری دنیا سے نرالا طریقہ ایجاد کیا گیا۔ جس کی نظیر عالم مین کہین نہ ملیگی نہ صنف انبیار مین نہ طبقۂ سلاطین دنیا مین اس کی مثال دستیاب ہو سکتی ہے،

پھر چوتھا خلیفہ خود ہی منتخب کیا پھر خود ہی اس سے لڑنے لگے۔ یہ خلافت کیا ہے، بھان متی کا تماشا ہے جو خدائی قانون کے ماتحت ہرگز نہین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس امت نے خدائی قانون خلافت کو شکستہ کر کے جدید طریقے اُس کے لیے تراشے تھے اسی امت نے خلافت کا جھگڑا ہی دُنیا سے مٹا دیا

دوسرا عجیب لطیفہ پہلے خلیفہ کو جن مسلمانون نے تسلیم نہ کیا وہ کافر و مرتد قرار دیے گئے اُن کی خونریزی حلال سمجھی گئی۔ ان کا مال لوٹا گیا وغیرہ وغیرہ مگر چوتھے خلیفہ سے جو لوگ برسرپیکار ہوے۔ ہزارون مسلمانون کا خون جنھون نے بہایا۔ صدہا اصحاب نبی جنھون نے قتل کیے وہ اول نمبر کے

کہے جاتے ہین۔ ان کے خونی گناہ کا نام خطاء اجتہادی رکھا گیا ہے۔ واہ سبحان اللہ کیا خوب دیانت ہی۔ کیا اچھی ایمان داری ہی، اِنّا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون،

عجیب سانحہ عظمیٰ

امت کے بنائے ہوئے تیسرے خلیفہ کو جن لوگون نے قتل کیا گو اُس جماعت مین صدہا اصحاب نبی شریک تھے مگر یہ لوگ ملعون سمجھے گئے۔ ان کا یہ فعل خطاء اجتہادی پر محمول نہ ہوا۔ نہ اس کے جواز پر نام کی حدیث نبوی لا تجتمع امتی علی الباطل پیش کی گئی۔ نہ اس کی اباحت کے ثبوت مین مُنھ بولی حدیث رسول صحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم پڑہی گئی۔

غرض کسی طرح قاتلین خلیفہ ثالث کا چھٹکارا نہ ہوا مگر بحکم خدا جو حضرات خلفاء الرسول بنائے گئے تھے اُن کو طرح طرح کے ظلم وستم سے شہید کیا۔ کسی کو نماز مین شمشیر سم آلود لگائی۔ کسی کو زہر دغا پلوایا۔ کسی کو شہر بدر کر کے بھوکا پیاسا مع اعزہ واقربا ذبح کیا۔ بقیہ کو بھی زہر سے مارا لیکن اُن کے قاتلین زمرۂ اسلام سے خارج نہ سمجھے گئے۔ بلکہ اکثر او ربیشتر اس جماعت قتالہ کے افراد خلفاء الرسول کہے جاتے ہین۔ نہ معلوم اس امت کا کیسا مذہب ہے جس کے نہ اصول منضبط ہین اور نہ فروع۔ اب آگے مین کیا کہون، الغرض اس امت نے خاتم الانبیاء کے گیارہ خلفاء بے گناہ

قتل کردیے - بارھوان خلیفہ باقی رہ گیا تھا اسے چند سال قدرت نے دنیا مین رکھ کر نظر خلایق سے مخفی کردیا - نہ صرف اس لیے کہ اس کے قتل کا خوف تھا بلکہ غیبت کی ایک وجہ ہم بتاتے ہین

غیبت امام زمان

خدا کا اٹل قانون یہ ہے کہ زمین کبھی حجت اللہ سے خالی نہ رہیگی ورنہ تباہ ہوجائیگی - اور تغیر عالم کا فطری قانون یہ ہے کہ جو شخص دنیا مین آئے اور یہان کی آب و غذا استعمال کرے تو وہ ایک وقت مقررہ کے بعد فنا ہوجائیگا - پس جبکہ رسول اللہ کے بارھوین خلیفہ دنیا مین آئے تو خدا کے دو قانون متصادم ہوئے - ایک قانون کا تقاضا یہ ہوا کہ یہ حجت اللہ رہتی دنیا تک موجود رہے - دوسرے قانون نے یہ چاہا کہ بقیۃ اللہ بھی ایک مدت کے بعد فنا ہوجائے - پس خدا نے اپنے قانون کی حفاظت یون فرمائی کہ اُس نے اپنی آخری حجت کو چند سال دنیا مین رکھنے کے بعد یہان کی آب و غذ سے جُدا کرلیا اور دوسری قسم کی غذائین آپ کے لیے مہیا فرمائین یہ بات عقلاً اور شرعاً محال اور باطل نہین ہو کہ خدا نے چار نبیون کو بھی زندہ رکھا ہے اور اُن کو روزی بھی دیتا ہو بلکہ کل شہدا زندہ ہین - ان کو رزق بھی ملتا ہو - دجال بھی زندہ مخفی کردیا گیا ہے تا کہ آخر زمانہ مین یہ نکالا جائے اور اس کو حجۃ اللہ قتل کرکے دنیا کو نجاست کفر سے پاک کرین - ممکن تھا کہ خدا اسی آب و غذا مین بقیۃ اللہ

طویل زندگانی عطا فرماتا مگر اولا دنیا کے تغیر کا فطری قانون ٹوٹ جاتا ثانیا ہزارون ہندو حجۃ اللہ کو اوتار یا دیوتا سمجھکے پوجنے لگتے۔ اُس وقت حجۃ اللہ خاموش نہ رہتے بلکہ زمانۂ مہلت مین اور دنیا کی عمر ختم ہونے سے پہلے ان کافرون کا قتل عام کرتے پس آپ کا یہ فعل قبل از وقت ہوتا لہذا مصلحت ایزدی اسی کی متقاضی ہوئی کہ حجۃ اللہ پوشیدہ ہوجائے پھر جب وقت آئے گا آپ ظاہر ہوکر دنیا مین ایک دین جاری کرینگے،

رجعت | یعنی رسول اللہ اور ائمہ معصومین کا دنیا مین دوبارہ آنا یہ عقلاً محال ہے اور نہ محال عادی ہی کہ قرآن مین بہت سے اشخاص کا تذکرہ موجود ہے جو مرنے کے بعد بحکم خدا زندہ ہوکر ایک عرصہ تک دنیا مین رہے۔ پس جبکہ مردے زندہ ہوے تو شہداء کا دوبارہ دنیا مین آنا کیسے محال قرار پائے گا در انحالیکہ یہ سب زندہ ہین،

رسول اللہ بھی شہید ہوئے۔ گیارہ امام بھی شہید ہوئے بقیۃ اللہ بھی ظہور کے بعد ایک مدت معینہ تک موجود رہ کر شہید کیے جائینگے لہذا ان سب کی رجعت ہوگی اور ضرور ہوگی،

خدا نے قرآن مین فرمایا ہی کل نفس ذائقۃ الموت۔ اس قاعدۂ کلیہ کے لحاظ سے ہر ذی روح کا مرنا ضروری ہی۔ اور چونکہ شہداء کی موت ابھی واقع نہین ہوئی ہے لہذا ان کا دوبارہ

دنیا مین آنا ضروری ہوا تا کہ یہ لوگ بھی ذائقہ موت کا چکھین اور قاعدہ مذکورہ کا مصداق بنین

قتل کے معنی ہین بنیۂ حیات کا قطع کرنا۔ موت کے معنی ہین روح کا جُدا ہو جانا پس قتل اور موت کا تفرقہ دلیل ہر اس بات کی کہ قتل کی وجہ سے روح جُدا نہین ہوتی ہے بلکہ جسم سے اسکا تعلق برقرار رہتا ہر۔ سر مبارک سیدالشہدا ؑ کا تلاوت قرآن فرمانا اور سرِ جناب یحییٰ کا بادشاہ وقت کو نصیحت فرمانا ہمارے دعوے کی دلیل بین ہر، قرآن مجید مین حق سبحانہ و تعالیٰ نے قتل اور موت مین تفرقہ دکھایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہر افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم یعنی (اے صحابہ رسول) اگر خاتم الانبیا رمرجائین یا قتل کیے جائین تو تم اپنی ایڑیون پر پلٹ جاؤ گے دمرتد ہو جاؤ گے پس اگر موت اور قتل دونون چیزین الگ الگ نہ ہوتین تو او حرف تردید کا استعمال جائز نہوتا، الغرض رجعت معصومین ضرور ہوگی۔ رجعت کے انکار سے قدرت خدا کا انکار لازم آتا ہے اور قرآن کی تکذیب بھی ہوتی ہر اور یہ دونون باتین موجب کفر ہین لہذا رجعت کا انکار موجب کفر ہے خداوند عالم عامہ کو توفیق دے کہ یہ لوگ رجعت کے انکار سے باز رہین،

قیامت تمام اہل مذاہب نے تسلیم کر لیا ہے کہ اعمال کی جزا اور یا سزا ضروری ہے۔ مگر طریقۂ جزا و سزا اور ان کے محل مین

اختلاف عظیم ہے جسکا نمونہ ہم دکھاتے ہین۔

ہندؤن کی قیامت

یہ ہے کہ جب کوئی گنہگار مرتا ہے توسیاہی اُسکی روح جم راج کے سامنے حاضر کرتے ہین جمراج اُس کے اعمال کا جائزہ لیکر اُس کی روح کو سزا پانے کے لیے کسی جسم مین ڈالدیتا ہے۔ بس یہ روح ہزارون جسم بدلتی ہی یہانتک کہ جانورون اور نباتات مین بھی جاتی ہے۔ وہ سزا پانے کے بعد موکھش ہوکر (نجات پاکر) خدا مین ملجاتی ہی۔ پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی روح باقی نہین رہتی ہے۔ یہی قیامت ہی،

نیائی عقیدہ قیامت

یہ ہی کہ قیامت دو طرح سے ہوتی ہی۔ ایک کھنڈ پرلے دوسرے مہا پرلے۔ پہلی صورت مین صرف برہما کو نجات ملتی ہے لیکن دھرم۔ ادھرم وغیرہ باقی رہتا ہے دوسری صورت مین ساری مخلوق نجات پاتی ہی یہانتک کہ برہما دہرم وغیرہ سب فنا ہوجاتے ہین۔ پھر زمین آگ۔ پانی۔ ہوا بھی فنا ہوجاتی ہی کوئی چیز باقی نہین رہتی ہی،

بیدانت شاستری عقیدہ قیامت

یہ ہے کہ دنیا تین طریقہ سے فنا ہوتی ہی، نیمتک پراکرت۔ آتنتگ۔ پہلی فنا یہ ہے کہ جب برہما کی عمر کا دن گذرتا ہے اور رات کے وقت برہما سوجاتا ہے توساری خلقت فنا ہوجاتی ہے۔ بس صبح کو بیدار ہوکر برہما ساری

دنیا کو پیدا کرتا ہی- اس قسم کی فنا برہما کی ہر شب مین ہوتی ہی- دوسری قسم کی فنا یہ ہی کہ تمام مخلوقات بیعقل ہو جاتی ہی مگر بیعقلی باقی رہتی ہی- تیسری قسم کی فنا یہ ہے کہ اگیان یعنی بیعقلی بھی فنا ہو جاتی ہی مگر گیان یعنے عقل ودانش باقی رہجاتی ہی؛

سانکھ شاستری عقیدۂ قیامت

یہ ہی کہ جب دنیا کی فنا کا وقت قریب ہوتا ہے تو پانچون تن ماترین اس طرح غائب ہوجاتے ہین کہ اکاس شبد مین- پَوَن سپرس مین- اگنی روپ مین- جل رس مین- پرتھی گندھ مین اور یہ پانچون تن ماتر آہنکار مین اور آہنکار مہتت (عنصر العناصر) مین اور مہتت پرکرتی مین مل جاتا ہی؛

آریون کا عقیدۂ تناسخ

چونکہ سماجی فرقہ مادہ کو غیر متناہی اور قدیم مانتا ہی اور روحون کو محدود د قدیم سمجھتا ہی لیکن آریون کے پاس اِن دونون کے قدیم ہونے پر کوئی دلیل عقلی یا ویدون سے منقول برہان نہین ہی مگر پھر بھی یہ لوگ آواگون کے معتقد ہین- اور کہتے ہین کہ محدود روحین اس غیر متناہی مادہ مین جزا یا سزا پانے کے لیے ہمیشہ سے چکر لگا رہی ہین اور یون ہی ہمیشہ گھومتی رہین گی (کبھی ان کو دائمی راحت نصیب نہ ہوگی) آریہ سماجی تناسخ کا شور مچاتے پھرتے ہین مگر یہ نہین بتا سکتے کہ عمل مقدم ہی یا انسان- پس اگر عمل پہلے ہوا تو وہ کس نے کیا اور اگر انسان پہلے موجود ہوا تو اس کی روح بغیر عمل کیے ہوے دنیا مین کیسے آ گئی اس لیے کہ روح کا مادہ سے متعلق ہونا عمل

سابق کا نتیجہ بتایا جاتا ہی،

آریون نے روحون کے لیے دو جنم قرار دیے ہین - پہلا کرم جونی دوسرا بھوگ جونی کہتے ہین جب روح کرم جونی مین آتی ہی تو عمل کرتی ہی خواہ اچھا ہو یا بُرا پھر بھوگ جونی مین اس کو بدلہ ملتا ہی - بھوگ جونی کبھی انسان کی صورت مین ہوتا ہی کبھی جانور کی شکل مین کبھی کیڑے مکوڑون کی ہیئت مین - کبھی گھاس پھوس - درخت بیلون کے بدن مین ہوتا ہی،

ایک ایک روح ہزارون برس تک اپنی بدفعلیون کی سزا بھگتتی ہی مگر نجات پانے کے بعد پھر کرم جونی مین آجاتی ہے غرض روح ہمیشہ عذاب مین رہتی ہے -

آریون کے نزدیک روحین اجسام کے قیدخانون مین مقید ہین - مین کہتا ہون تو پھر اُن کو ہر وقت رہائی کی فکر مین رہنا چاہیے حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین کوئی جانور ایسا نہین ہے جو انسان کے ہاتھ مین چھُری دیکھتے ہی پر پھیلا کر یا دم ہلا کر خوشی کے خوشی کے نعرے لگاتا ہو بلکہ تمام جانور سہم جاتے ہین روتے ہین چلاتے ہین - غُل مچاتے - ہاتھ پانون مارتے ہین - پر پھڑپھڑاتے ہین اور کوشش کرتے ہین کہ ذبح سے بچ رہین - جانورون کے اِس طرزِ عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی روحین مقید نہین ہین معذب نہین ہین - پس آریون کو لازم ہے کہ یا تناسخ سے ہاتھ

اُٹھائین یا اس بات کے قائل ہو جائین کہ پاپی روحین جانورون
کے بدن مین اس لیے ڈالی جاتی ہین کہ اپنے گناہون کی سزا
مین ذبح کیے جائین۔ چھُری۔ چاقو۔ وغیرہ سے عذاب کا مزہ چکھین
غرض جب گنہگار روحین بکری۔ بھیڑ۔ دنبہ۔ بھینس۔ بیل۔ گائے
مرغ بنائی گئی ہین تو اُن کے ذبح ہونے سے آریہ کیون غل مچاتے
ہین اور کیون گائے کی حفاظت کے لیے تدبیرین کرتے ہین۔ بلکہ
اُس کو خوب ذبح ہونے دین کہ یہ پاپی برہم ہتیا رہی ہی۔ دیکھو
منوجی مہراج کی منوسمرتی ادھیاے ۱۲۔ اشلوک ۵۵،

بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب بقول آریہ اُن کے خدا
نے بداعمال روحون کو ایسے جون مین معذب فرمایا کہ وہ بیماری
تنگدستی۔ کمزوری وغیرہ مین مبتلا ہو کر اپنے گناہون کی سزا بھگتین
مگر آریہ اپنے بیماریون کا علاج کر کے خدائی نظام مین خلل انداز
ہوتے ہین۔ اور اس کا قانون شکستہ کرنا چاہتے ہین بلکہ ان کو لازم
ہی کہ جب کوئی آریہ بیمار پڑے تو دوا کے بدلے خوب زدوکوب سے
اُسکے گناہون کو جھاڑا کرین۔ تاکہ موجودہ آریون کو عبرت ہو اور
یہ لوگ گناہ سے پرہیز کرتے رہین۔ تاکہ اُن کی روحین بُرے جونون
مین جانے سے محفوظ رہین۔ عقل سلیم یہ کہتی ہے کہ سزا یا جزا پانیوالا
یہ سمجھے کہ مجھے کس عمل کے بدلے مین یہ ثواب یا عذاب ملا ہی مگر تناسخ
کے لحاظ سے کسی کو معلوم ہی نہین ہوتا کہ یہ کون سے عمل کا بدلہ ہے،

نہ انسان کو اس کا ادراک ہوتا ہے اور نہ جانور اپنی سزا کا احساس کرتے ہین،

تناسخ کا عقیدہ گناہ کی تعلیم دیتا ہی۔ بلکہ تناسخ کو ماننے کے بعد گناہ کرنا لازم ہوجاتا ہی اس لیے کہ منو سمرتی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا نظام اور انسانی تمدن اور اسکی بقا ر گناہ پر موقوف ہی اس لیے کہ منو مہاراج کی تجویز کے مطابق دنیا مین جتنے جانور ہین وہ سب تناسخ کا نتیجہ ہین۔ جتنے درخت اور بیل بوٹے۔ ترکاریان۔ ساگ پات۔ گیہون جو وغیرہ کی کھیتیان گھاس کی باڑیان سب کی سب تناسخ پر مبنی ہین یہ سب انسانی روحین ہین جو بداعمالیون سے ان جونون مین آئی ہین، پس اگر گناہ نہ کیا جاتا تو اشیاے مذکورہ مین سے کوئی چیز دنیا مین نہوتی لہذا آریون کو نہ سواری کے لیے اونٹ۔ بیل۔ گھوڑے۔ گدھے ملتے نہ کھانے کے لیے غلے۔ ترکاریان۔ پھل وغیرہ ہاتھ لگتے۔ نہ پہننے کے سوتی۔ ریشمی۔ چرمی۔ اونی۔ پشمی لباس ملتا۔ غرض ان کے بزرگون نے گناہ پر گناہ کیے جس کی سزا مین کوئی اونٹ بنا کوئی گھوڑا بنا۔ کسی نے گدھے کا جنم لیا۔ کوئی آئندہ نسلون کے اموال کی حفاظت کے لیے کتا بنایا گیا۔ کسی کو کھیت جوتنے کے لیے بیل کا جون دیا گیا۔ کسی کو ریشم کا کیڑا بنایا گیا۔ کوئی ترکاریون اور غلون اور درختون کے جون مین ڈالا گیا وغیرہ کہ آج آریون کو

ان چیزون سے فائدہ اُٹھانے کا موقع ملا ہر پس ان کو بھی لازم ہے کہ اپنے بزرگون کی طرح قسم قسم کے پاپ مین مبتلا رہین تاکہ آنے والی نسلون کے لیے اشیار مذکورہ وغیر مذکورہ مہیا ملین اور نظام عالم خراب نہو،

الحاصل یہ ہر مسئلہ تناسخ جو گناہون کی طرف انسان کی گردن پکڑکے ڈھکیلتا ہر۔ اب رہا عقیدۂ قیامت دیکھو یہ کیسا پاک وصاف عقیدہ ہر جو گناہون سے بالکل روکدیتا ہر۔ پس جو شخص عقل خداداد سے کام لیگا وہ قیامت کے عذاب پر ایمان لاکر کبھی گناہ نہ کرے گا اس لیے کہ جب انسان کو معلوم ہوگیا کہ مجھے مرنے کے بعد عادت کے لحاظ سے عمل کے لیے دوبارہ دنیا مین آنا کبھی نصیب نہ ہوگا۔ بلکہ ایک دوسرے عالم مین زندہ ہوکر جانا ہوگا۔ جہان پھر موت نہ آے گی۔ پس اگر مین اچھا کام کرونگا تو دائمی راحت نصیب ہو گی۔ ورنہ سزا پاؤن گا۔ اس خیال کو دل مین لاتے ہی انسان کا دل نیک کامون کی طرف متوجہ ہوگا اور بُرے کامون سے بچے گا۔

مین اتنے ہی بیان پر اکتفا کرتا ہون کہ اندازے سے زیادہ یہ رسالہ طولانی ہوگیا۔ جی تو یہی چاہتا تھا کہ مسئلہ تناسخ کا اچھی طرح دل کھول کے استیصال کیا جائے۔ آریون کی کل دلیلین مع جواب لکھی جائین۔ مگر مین بمصلحت اپنے قلم کو روکتا ہون۔

ہان اگر کوئی اہل دل اور باحمیت برادر مومن طبع کا ذمہ دار ہو جائے
تو مین صرف اسی موضوع پر خدا کی مدد سے ایک رسالہ لکھدونگا جو
انشاءاللہ بیحد مفید اور بے نظیر ہوگا جو آریہ دہرم کے کھنڈن مین
لاجواب ہوگا،

مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الراقم الآثم خادم الملۃ محمد اعجاز حسن بدایونی مدرس
مدرسۃ الواعظین
شب چہاردہم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ

قطعہ طبع تاریخ رسالہ نجم الھدایہ تصنیف جناب صدر المحققین زبدۃ المتکلمین مولوی شیخ اعجاز حسن صاحب دام ظلہ

از نتیجۂ فکر

جناب داروغہ مرزا واجد حسین صاحب متخلص بہ واقف لکھنوی
شاگرد حضرت آسیر مرحوم

صاحب علم و مدرس مولوی شیخ و ادیب
این رسالہ حضرت اعجاز حسن فرمودہ اند

ہست بر قوت مصنف باب علم دین گشاد
در جواب این رسالہ شد زبان غیر بند

سایہ افگن بر زمین قلبہاے ناظرین
مثل اوراق فلک ہستند این اوراق چند

شکل مجمر لفظ و ہر ہر نقطہ روشن اخگریست
باد واقف خال چشم دشمنان مثل سپند

چون ید بیضا منور جملہ دامان حروف
پیش کاتب مہر و مہ عینی شہادت مید ہند

حسن این اظہر من الشمس است اعجاز حسن
طبع شد نجم الھدایہ نور پرور دلپسند

۱۳۴۸ھ

~~٤٩٠٩~~

٢